COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

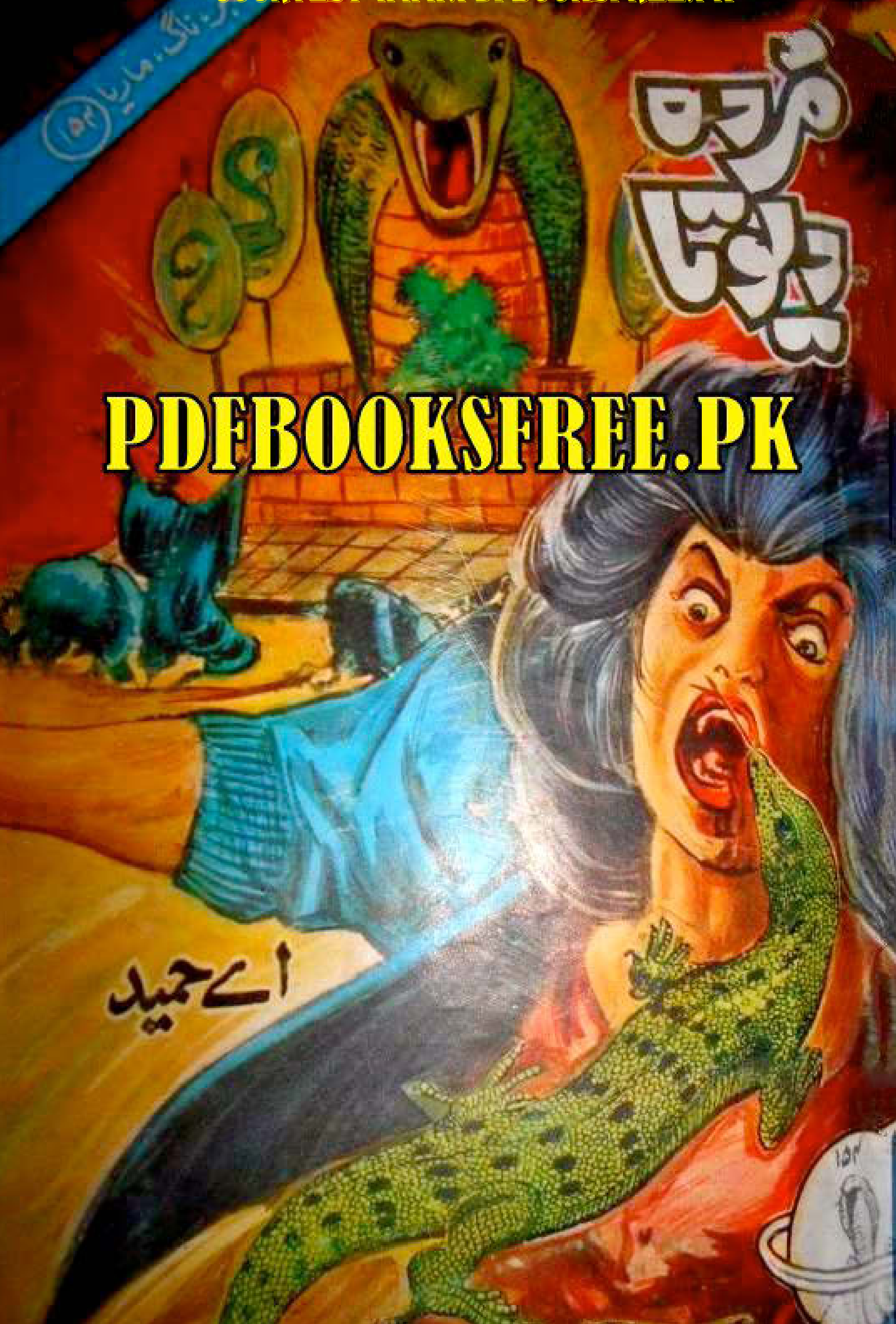

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں

مُردہ دیوتا

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

Shahbaz Stall Latchandabad Mirpurkhas

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کا دلچسپ اور سنسنی خیز سفر جاری ہے۔ تھیوسانگ اس وقت عنبر کو جو ایک حادثہ کی وجہ سے بلی بنا ہوا ہے۔ انسانی شکل میں لانے کی کوشش میں عجیب وغریب واقعات سے دوچار ہے۔

تھیوسانگ پر ایسا موقع بھی آیا ہوا ہے کہ اُس کی انگلی کٹنے میں صرف چند لمحے ہی باقی رہ گئے ہیں۔ کہ جس کے کٹنے سے تھیوسانگ کی موت یقینی ہے۔ کیا وہ عنبر کو انسان کے روپ میں لا سکا یا اپنی انگلی کو کٹنے سے بچا سکا۔ یہ سب کچھ تو آپ پڑھ کر ہی جان سکیں گے۔

آپ کا انکل

اے حمید

۵۴۳/این واہ چمن سمن آباد ——— لاہور

قیمت ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

بار اول : ۱۹۸۷ء
ناشر : عدنان سلیم
عنبر پبلی کیشنز، ۳۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور - ۸
مطبع : تاجدین پرنٹرز، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- عنبر پنجرے میں
- کفری غاریں
- ڈائینی کی بدروح
- کالی چھپکلی
- مُردہ دیوتا

عنبر پنجرے میں

عنبر بلی کے روپ میں بے ہوش ہو گیا تھا۔

یونانی جادوگرنی سفوف کا دھواں اُڑاتی منتر پڑھے جا رہی تھی۔ منتر ختم کرنے کے بعد وہ اٹھی اور اس پنجرے کے پاس آ گئی جس میں عنبر بلی کی شکل میں بے ہوش پڑا تھا۔ جادوگرنی نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس یونانی جادوگرنی کے پاس کچھ منتر ضرور تھے جن کی مدد سے وہ جنگلی جانوروں خاص طور پر بلیوں کو اپنے قابو [illegible] ان سے اپنے مطلب کا کام لے سکتی تھی۔ مگر یہ کوئی باقاعدہ جادوگرنی نہیں تھی۔ چنانچہ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ جس کالی بلی کو اس کا حبشی غلام شاہی محل سے پکڑ کر اس کے پاس لایا ہے وہ اصل میں بلی نہیں بلکہ ایک انسان یعنی عنبر ہے جو طلسم کے زور سے بلی بن چکا ہے۔ یونانی جادوگرنی کا کام یہ تھا کہ وہ کسی طاقتور بلی پر اپنا خاص منتر پڑھ کر اس کو اپنے قابو میں کر لیتی اور پھر خفیہ طور پر اس بلی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنی مرضی کے کام کرواتی۔ اس یونانی شہر مقدونیہ کے امیر لوگوں میں سازشیں بہت چل رہی تھیں۔ ہر کوئی اپنے دشمن کو راستے سے ہٹانا چاہتا تھا۔ اور یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس پر کسی کے قتل کا الزام آئے۔ چنانچہ وہ چھپ کر رات کو اس یونانی جادوگرنی سے ملتا۔ اسے اپنے دشمن کے بارے میں بتاتا۔ جادوگرنی کو سونے کے چند سکے دیتا اور کہتا کہ فلاں آدمی کو میرے راستے سے ہٹا دو۔ جادوگرنی اپنی بلی کو حکم دیتی اور بلی اس آدمی کو رات کے وقت جا کر ہلاک کر ڈالتی تھی۔ اس کے پاس پہلے جو بلی تھی وہ مر گئی تھی۔ اب اسے نئی بلی کی تلاش تھی کہ اس نے شاہی محل کی دعوت میں عنبر بلی کو بادشاہ فلپ کی جان بچاتے دیکھا تو وہ اس بلی کی ذہانت پر حیران رہ گئی۔ پس اس نے اپنے اس حبشی غلام کو حکم دیا کہ بلی کو پکڑ کر لائے۔ حبشی غلام عنبر بلی کو پکڑ کر لے آیا اور اب یونانی جادوگرنی نے اپنا منتر پھونک کر عنبر بلی کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ عنبر بلی پنجرے میں بے ہوش تھا۔ جادوگرنی نے اسے پنجرے سے نکال کر اپنے سامنے میز پر لٹا دیا۔ اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ایک ایسا منتر پڑھا کہ عنبر بلی نے آنکھیں کھول دیں۔ عنبر اگرچہ بلی کی شکل میں ہوش میں

آ گیا تھا لیکن اسے اب بالکل یاد نہیں رہا تھا کہ وہ عنبر ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک ایسی کالی بلی سمجھ رہا تھا جو یونانی جادوگرنی کی غلام ہو۔ چنانچہ ہوش میں آتے ہی عنبر بلی نے یونانی جادوگرنی کے ہاتھ کو چومنا شروع کر دیا۔ یونانی جادوگرنی کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔ اس کا منتر کامیاب ہو گیا تھا۔ کالی بلی اس کے حکم کی غلام بن چکی تھی۔ اب وہ اس سے جو چاہے کام لے سکتی تھی۔ یونانی جادوگرنی بلی کی زبان جانتی تھی۔ اس نے عنبر بلی سے کہا۔

"آج سے تم میری غلام ہو۔ جو میں کہوں گی تم وہی کرو گی۔ میری بات کو غور سے سنو۔ ابھی رات کے تین بجے ہیں۔ دریا کنارے یہاں سے دو فرلانگ کے فاصلے پر ایک ساہوکار کا مکان ہے۔ یہ ساہوکار غریبوں کے زیور گروی رکھ کر انہیں تھوڑی بہت رقم دے دیتا ہے اور پھر یہ زیور خود ہڑپ کر جاتا ہے۔ یہ ساہوکار سماج کا دشمن ہے۔ اس لیے میں چاہتی ہوں کہ فوراً اس کے گھر جاؤ اور اس کی تجوری میں زیورات اور ہیرے جواہرات کی تھیلی رکھی ہے وہ اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میں انہیں غریبوں میں تقسیم کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوں۔ یہ بڑا نیکی کا کام ہوگا۔ میرا منتر تجھے ساہوکار کے گھر کا راستہ بتا دے گا۔"

یہ کہہ کر یونانی جادوگرنی نے عنبر بلی کو رات کے اندھیرے میں باہر چھوڑ دیا۔ عنبر بلی کو ساہوکار کے گھر تک پہنچانے کے لیے یونانی جادوگرنی کا منتر برابر اپنا کام کر رہا تھا۔ عنبر بلی کی شکل میں رات کے اندھیرے میں ساہوکار کے مکان میں کود گیا۔ ساہوکار مکان کے برآمدے میں تخت پر چادر اوڑھے سو رہا تھا۔ عنبر بلی وہاں سے سیدھا ساہوکار کے کمرے میں چلا آیا۔ اس نے ایک الماری کو کھولا۔ اس کے اندر ایک تھیلی پڑی تھی جس میں ہیرے جواہرات اور لوگوں کے ہتھیائے ہوئے زیور رکھے تھے۔ عنبر نے تھیلی گردن میں لٹکائی اور جدھر سے آیا تھا اُدھر سے ہوتا ہوا واپس بھاگ گیا۔ یونانی جادوگرنی بلی کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ جونہی اس نے بلی کی گردن میں تھیلی دیکھی وہ بڑی خوش ہوئی۔ اس نے لپک کر عنبر بلی کی گردن سے تھیلی اتار کر کھولی۔ تھیلی زیورات اور ہیرے جواہرات سے بھری ہوئی تھی۔

یونانی جادوگرنی نے قہقہہ لگایا اور عنبر بلی کو دودھ پلا کر پنجرے میں بند کر دیا۔ اب ہم عنبر کو بلی کے روپ میں یونانی جادوگرنی کے مکان پر چھوڑتے ہیں۔ اور خود تھیوسانگ کی طرف آتے ہیں۔ تھیوسانگ دریا میں تیرتے تیرتے آخر کنارے پر آن لگا۔ چاندنی رات اب مدھم ہو گئی تھی۔ اس لیے کہ چاند بادلوں میں چھپ گیا تھا۔ تھیوسانگ نے پہلا کام یہ کیا کہ فضا کو سونگھا۔ اسے عنبر کی خوشبو نہ آئی۔ وہ سمجھ گیا کہ عنبر بلی کی شکل میں اس کے ساتھ نہیں آسکا۔ اور کسی دوسرے ملک کو نکل گیا ہے۔ اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ ملک کون سا ہے؟ رات کافی گزر چکی تھی۔ باغ، مکان اور سڑک خاموش تھی۔ وہ کسی سے کچھ نہیں پوچھ سکتا تھا۔ تھیوسانگ نے چلنا شروع کر دیا۔ چلتے چلتے وہ شہر سے باہر ایک ویران علاقے میں آگیا۔ جہاں چاروں طرف چھوٹی چھوٹی پتھریلی پہاڑیاں تھیں۔ تھیوسانگ ان چھوٹی پہاڑیوں میں چلنے لگا۔ پھر اسے ایک جگہ روشنی دکھائی دی۔ وہ روشنی کی طرف چل پڑا۔

یہ مدھم روشنی ایک پہاڑی غار میں سے آ رہی تھی۔ تھیوسانگ غار کے قریب گیا تو اسے اندر سے آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔

"استاد! آج کی رات ہمیں ڈاکہ نہیں ڈالنا چاہیے کیونکہ آج چاندنی رات ہے۔ ہمارے پکڑے جانے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا خطرہ ہے"

سردار بولا۔

"خبردار اگر پھر کبھی تم نے اپنی زبان سے ایسی بے ہودہ بات نکالی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے ہمیشہ چاندنی راتوں میں ہی زیادہ کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اور پھر اس وقت چاند بادلوں میں چھپ گیا ہے۔ چلو ہمیں اپنی مہم پر نکل چلنا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ یہ خونی ڈاکو قسم کے لوگ ہیں۔ ضرور کسی کو ہلاک کرنے یا کسی کے گھر ڈاکہ ڈالنے جا رہے ہیں۔ چنانچہ تھیوسانگ نے بے گناہ لوگوں کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا اور غار کے باہر اس طرف آگیا جہاں ان ڈاکوؤں کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ یہاں آکر تھیوسانگ نے اپنی طاقت کو اپنے اوپر آزمانے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنی خاص انگلی اپنے آپ کو چھوٹا کرنے کے ارادے سے اپنے جسم کے ساتھ لگائی تو وہ ایک دم ننھا سا تھیوسانگ بن گیا۔ اتنا چھوٹا کہ کوئی بھی اسے اٹھا کر ماچس کی ڈبی میں بند کر سکتا تھا۔

تھیوسانگ نے پہلے ہی ایک گھوڑے کے ساتھ لٹکے ہوئے چمڑے کے تھیلے کو تاڑ لیا تھا۔ تھیوسانگ گھوڑے کی باگ کو پکڑ کر گھوڑے کی گردن پر چڑھ گیا۔ پھر گھوڑے کے اوپر رینگتا ہوا چمڑے کے تھیلے میں چھلانگ لگا دی۔ یہ تھیلا گھوڑے کے ساتھ لٹک رہا تھا۔

اتنے میں غار میں سے چھ سات ڈاکو قسم کے لوگ باہر نکلے۔ ان کے پاس تلواریں تھیں جو کمر کے ساتھ لٹک رہی تھیں۔ کاندھوں کے ساتھ تیر کمان بھی لگے تھے۔ وہ آتے ہی گھوڑوں پر سوار ہوئے اور بھیگی چاندنی رات میں گھوڑے دوڑاتے مقدونیہ شہر سے نکل کر ساریکا شہر کی طرف روانہ ہوگئے۔ آدھے گھنٹے تک تیز رفتاری سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے وہ ساریکا شہر پہنچ گئے۔ تھیوسانگ ایک گھوڑے کے ساتھ لٹکتے چمڑے کے تھیلے میں بند تھا۔ ان ڈاکوؤں کی باتوں سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ یونان کے زمانے میں آگیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ یونانی زبان بول رہے تھے۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ کہاں واردات کرنے جا رہے ہیں۔

ساتوں ڈاکو ساریکا شہر کے اندر جانے کی بجائے شہر کے باہر ہی ایک پہاڑی چشمے کے کنارے رک گئے۔ پھر سردار نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا اور کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ مکان میں اندھیرا ہے۔ کسان کی خوب صورت بیٹی سو رہی ہو گی۔ جاؤ اور اسے بے ہوش کر کے اٹھا کر لے آؤ۔ یہ لڑکی ہمیں مالا مال کر دے گی۔"

تھیو سانگ اتنا چھوٹا تھا کہ وہ چمڑے کے تھیلے میں سے سر نکال کر باہر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے گھوڑوں کے دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ تھیو سانگ کو اب محسوس ہوا کہ وہ سردار کے گھوڑے کے تھیلے میں ہے۔ کیونکہ سردار کا گھوڑا اپنی جگہ پر ویسے ہی رکا رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دور سے گھوڑے کے سموں کی پھر آواز آئی۔ گھوڑے قریب آ کر رک گئے۔ سردار نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔

"شاباش میرے ساتھیو! تم حسن کی شہزادی کو اٹھا لائے ہو۔ اب چلو۔ ہمیں صبح ہونے سے پہلے پہلے کورنتھ شہر کی ریاست میں پہنچ کر حسن کی دیوی کو اپالو مندر کے پروہت کے پاس فروخت کرنا ہوگا۔ اس سے میں نے بات طے کر رکھی ہے۔"

تھیو سانگ نے سوچا کہ اب تھیلے سے باہر نکلنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسے تھیلے کے اندر رہ کر اب دیکھنا چاہ

کہ آگے کیا ہوتا ہے۔ ساتوں ڈاکو گھوڑے دوڑاتے سالونیکا شہر کی ریاست سے نکل کر یونان کی ایک دوسری ریاست کورنتھ کی طرف روانہ ہو گئے۔ دن نکلنے سے پہلے پہلے وہ کورنتھ پہنچ گئے۔ سردار نے باقی ساتھیوں کو ایک جگہ پہاڑی کے دامن میں ٹھہرنے کو کہا۔ اور خود حسن کی دیوی یعنی غریب کسان کی معصوم اور بے ہوش لڑکی کو لے کر اپالو مندر کے پروہت کے مکان کی طرف چل پڑا۔ پروہت کے مکان میں شمع کی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ پروہت پہلے ہی سے ڈاکوؤں کے سردار کے انتظار میں تھا۔ جونہی اس نے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنی۔ شمع دان ہاتھ میں لے کر اپنے پہاڑی مکان سے باہر نکل آیا۔ تھیو سانگ کو پروہت کی آواز آئی۔

"تم وہ شے لے آئے ہو جس کی مجھے ضرورت ہے؟"

سردار نے گھوڑے سے اترتے ہوئے اپنے پیچھے آتے گھوڑے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"تمہاری امانت اس گھوڑے پر بے ہوش ہے۔"

پروہت نے شمع کی روشنی میں دوسرے گھوڑے پر بے ہوش پڑی کسان کی بیٹی کو غور سے دیکھا۔ وہ اس لڑکی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سادہ اور پاکیزہ حسن سے بے حد متاثر ہوا۔ سردار کی طرف دیکھ کر بولا۔

"اسے اندر میرے کمرے میں پہنچا دو اور مجھ سے اپنا معاوضہ بھی وصول کر لو۔"

سردار نے اپنے ساتھی ڈاکو کی مدد سے کسان کی بے ہوش بیٹی کو اٹھا کر پروہت کے کمرے میں جا کر لٹا دیا۔ پروہت نے سردار کو سونے کے سکوں کی ایک تھیلی دے کر کہا۔

"مجھے امید ہے اب تم اس طرف کبھی نہیں آؤ گے۔ کیونکہ میں نے تمہیں جو کام کہا تھا اسے تم کر چکے ہو۔"

سردار بولا۔

"جب تم کہو گے تو آؤں گا۔ اس سے پہلے مجھے آنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ میں جا رہا ہوں۔"

تھیو سانگ چھوٹے قد میں سردار کے گھوڑے کے تھیلے میں ہی تھا۔ اب اسے وہاں سے باہر نکلنا تھا۔ جونہی سردار نے گھوڑا موڑا تھیو سانگ نے تھیلے سے باہر نکلنے کی جد شروع کر دی۔ گھوڑا ابھی پتھروں میں آہستہ آہستہ چل رہا تھ تھیو سانگ تھیلے کے باہر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ رات ڈھل تھی۔ آسمان پر چاندنی پھیکی پڑ گئی تھی اور صبح کا اجالا پھیلنے

تھا۔ سردار نے گھوڑے کو ایڑ لگائی تو تھیو سانگ نے تھیلے میں سے چھلانگ لگا دی۔ وہ ایک جھاڑی میں گر پڑا۔ گرنے کے بعد وہ اٹھ کر جھاڑی کی شاخوں میں سے باہر نکلا اور دوسری انگلی کو اپنے آپ کو بڑا کرنے کے ارادے سے جسم سے لگایا۔ وہ ایک دم بڑا ہو گیا۔

تھیو سانگ نے دیکھا کہ پروہت کا مکان وہاں سے چند قدموں کے فاصلے پر پہاڑی کے دامن میں تھا۔ تھیو سانگ نے مکان کی طرف چلنا شروع کیا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ اپنی اصلی شکل و صورت میں گیا تو پروہت اسے کسان کی بیٹی کے بارے میں کبھی کچھ نہیں بتائے گا۔ چنانچہ مکان کے قریب پہنچ کر تھیو سانگ نے ایک بار پھر اپنے آپ کو چھوٹا کیا اور پروہت کے مکان کی باغ والی کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کمرے میں پروہت ایک لکڑی کے بڑے صندوق کو کھولے بیٹھا۔ اس میں بستر لگا رہا تھا۔ قریب ہی قالین پر کسان کی بیٹی بے ہوش پڑی تھی۔

تھیو سانگ ایک ستون کے پیچھے چھپ کر یہ سب کچھ دیکھنے لگا۔ اس نے سوچا کہ اسے پروہت کو موقع نہیں دینا چاہیئے۔ کہ وہ کسان کی معصوم بچی کو صندوق میں ڈال کر کسی دوسری جگہ پہنچا دے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ اس کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہادری کے ساتھ مقابلہ کر کے لڑکی کو حاصل کر کے اسے اس کے گھر پہنچا دینا چاہیئے۔ پس تھیوسانگ نے فوراً انگلی سے اپنے جسم کو چھو کر ایک دم سے بڑا کر لیا۔ پروہت نے پلٹ کر پیچھے دیکھا اس کے پیچھے ایک اونچا لمبا جوان آدمی موجود تھا۔ پروہت نے حیرت اور غصے سے پوچھا۔

"کون ہو تم اور —— اور یہاں کیسے آ گئے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"میں اس لڑکی کا بھائی ہوں جس کو تم نے ابھی ڈاکوؤں سے خریدا ہے"

پروہت غصے سے تھیوسانگ کو تک رہا تھا۔ اس نے ایک دم اپنی کمر کے ساتھ لگا ہوا خنجر نکال لیا اور تھیوسانگ کے سینے پر زور سے پھینکا۔ خنجر تھیوسانگ کے سینے میں کھب گیا۔ مگر تھیوسانگ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ تھیوسانگ صرف اسی صورت میں مر سکتا تھا کہ اس کے ہاتھ کی ایک انگلی کاٹ دی جاتی۔ تھیوسانگ نے اپنے سینے میں کھبا ہوا خنجر ہاتھ سے کھینچ کر باہر نکال لیا۔ خنجر کے ساتھ خون بالکل نہیں ہوا تھا۔

پروہت اپالو مندر کا پجاری تھا۔ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے سامنے کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ اب اس نے عیاری سے کام لینے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ وہ جان گیا تھا کہ اس آدمی سے لڑ کر وہ کبھی فتح حاصل نہ کر سکے گا۔ پروہت نے فوراً ہاتھ باندھے اور اپنا سر جھکا دیا۔ اور ادب و احترام سے بولا۔

"عظیم دیوتا! میں تمہارے آگے اپنا سر جھکاتا ہوں۔ میں تو تمہاری ہی خدمت میں پیش کرنے کے لیے حسن کی دیوی کو لا رہا تھا۔ اب اسے قبول کیجیے"

تھیوسانگ اس سے یہی اندازہ لگا سکا اور یہی اندازہ اسے لگانا بھی چاہیئے تھا کہ یہ پروہت اس کی طاقت سے متاثر ہو کر اسے دیوتا سمجھ بیٹھا ہے۔ چنانچہ وہ اس کی عیاری سے غافل ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"اب جبکہ تم نے مجھے پہچان لیا ہے۔ تو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس کسان کی بیٹی کو فوراً اس کے ماں باپ کے گھر پہنچا دو۔ اس کے بعد میں تم سے بات کروں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے"

پروہت ایک بات خوب جانتا تھا کہ یہ آدمی غیر معمولی طاقت ضرور رکھتا ہے اور یہ طاقت جادو کی وجہ سے بھی حاصل کی ہوئی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ دیوتا نہیں ہے۔ کیونکہ دیوتا اس طرح پروہت کے گھروں میں نہیں آیا کرتے۔ وہ کسان کی بیٹی سے ہاتھ بھی نہیں دھونا چاہتا تھا۔ کیونکہ ایسی حسن کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیوی اسے پھر کبھی نہیں مل سکتی تھی۔ اور ایک خاص مقام حاصل کرنے کے لیے اس حسن کی دیوی کو حاصل کرنا پروہت کے لیے بہت ضروری تھا۔ اس نے عیاری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"عظیم دیوتا کے حکم کے مطابق ہی عمل کیا جائے گا۔ میں اسے ابھی ہوش میں لاتا ہوں اور یہ جو اپنے گھر کا پتہ بتائے گی میں خود اسے اس کے گھر چھوڑ آؤں گا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"نہیں میں اسے خود اس کے گھر چھوڑ کر آؤں گا۔ تم اسے جتنی جلدی ہو سکے ہوش میں لاؤ۔"

پروہت نے اپنے سر کو جھکا دیا اور بولا۔

"جو حکم عظیم دیوتا۔"

پروہت انتہائی عیاری سے کام لے رہا تھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے سفوف نکالا اور اسے روئی پر ڈال کر بے ہوش لڑکی کو سنگھانا شروع کر دیا۔ یہ سفوف ایسا تھا کہ اسے سونگھ کر آدمی بے ہوش ہو جاتا تھا۔ یہ بڑی تیز بے ہوشی کی دوائی تھی۔ چنانچہ جب اس نے یہ سفوف کسان کی بیٹی یعنی حسن کی دیوی کو سنگھایا تو وہ

اور زیادہ بے ہوش ہو گی۔ تھیوسانگ نے جب دیکھا کہ لڑکی کو ابھی تک ہوش نہیں آ رہا تو اس نے جھنجلا کر کہا۔

"یہ کیسا سفوف ہے کہ جس سے لڑکی کو ابھی تک ہوش نہیں آیا۔ لاؤ مجھے دکھاؤ۔"

پروہت بولا۔

"عظیم دیوتا۔ یہ سفوف ایسا ہے کہ کہتے ہیں اگر اسے مُردے کو بھی سنگھایا جائے تو وہ ایک بار آنکھیں کھول دیتا ہے۔ یہ لیجیے۔ آپ خود دیکھیے مصری حکیموں کا بنایا ہوا خالص سفوف ہے۔"

تھیوسانگ سے یہ غلطی ہو گئی۔ کہ اس نے سفوف کو ناک کے قریب لا کر اُسے سونگھ لیا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کی کوئی تیز مہک ہے کہ نہیں۔ سفوف میں سے ایسی تیز مصالحے دار خوشبو نکلی کہ تھیوسانگ کا سر چکرانے لگا۔ سفوف اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ مکار پروہت یہی چاہتا تھا۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"عظیم دیوتا! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

اور بڑے غور سے تھیوسانگ کو دیکھ رہا تھا۔ تھیوسانگ کا رنگ اُڑ گیا تھا۔ اور اس کی زبان جیسے بند ہو گئی تھی۔ وہ کچھ اشارے کر رہا تھا۔ مگر پروہت اس کے سامنے اب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گردن تان کر کھڑا قہقہے لگا رہا تھا۔ پھر تھیوسانگ دھڑام سے قالین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ پروہت نے تھیوسانگ کے بے ہوش ہوتے ہی اسے اُٹھایا اور مکان کی پچھلی کوٹھڑی میں لاکر زمین پر ڈال دیا۔

پھر وہ لکڑی کا ایک ڈبہ اُٹھا کر لے آیا۔ اس ڈبے میں مُردہ انسان کی ہڈیاں پڑی تھیں۔ پروہت نے ہڈیوں کو نکال کر بے ہوش تھیوسانگ کے سینے پر ڈال دیا۔ اور زور شور سے خفیہ منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ جوں جوں وہ منتر پڑھ کر پھونکتا جاتا تھا۔ تھیوسانگ کا جسم غائب ہونا شروع ہو گیا تھا۔ پہلے تھیوسانگ کے بازو غائب ہوئے۔ پھر ٹانگیں۔ غائب ہوئیں۔ پھر سینہ غائب ہو گیا اور اس کے بعد سر بھی غائب ہو گیا۔

اس کے بعد تھیوسانگ پورا غائب ہو چکا تھا۔ پروہت نے ایک قہقہہ لگایا اور کسان کی معصوم اور بے ہوش بیٹی کی طرف بڑھا تاکہ اسے صندوق میں بند کر دے۔ جونہی اس نے لڑکی کے جسم کو ہاتھ لگایا۔ آسمان پر زبردست بجلی چمکی۔ بادلوں کی بھیانک گرج پیدا ہوئی اور پروہت دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ پھر اس نے دیکھا کہ ایک سفید لباس والا نورانی آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس

نورانی انسان نے پروہت کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تیری نیت اس معصوم بچی کی زندگی تباہ کرنے کی تھی۔ تجھے اس گناہ کی سزا مل کر رہے گی۔ تُو اب ساری زندگی کے لیے ایسے ہی فرش پر پڑا رہے گا۔ نہ تُو اُٹھ سکے گا نہ چل سکے گا"

اس کے بعد نورانی انسان نے آگے بڑھ کر معصوم کسان کی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا اور شفقت بھری آواز میں کہا۔

"میری بچی! خدا کا نام لے کر اُٹھ اور میرے ساتھ چل۔ تیرے ماں باپ تیری جدائی میں پریشان ہو رہے ہیں"

اچانک لڑکی آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ نورانی انسان نے اس کا ہاتھ تھاما اور اِسے ساتھ لے کر غائب ہو گیا۔

اب ہم تھیوسانگ کی طرف آتے ہیں۔ تھیوسانگ کو پروہت نے جادو کے ذریعے غائب کر دیا تھا۔ اس کے حساب سے تھیوسانگ کو ہمیشہ کے لیے ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر چونکہ تھیوسانگ خلائی انسان تھا اس لیے زندہ رہا مگر یونان کے زمانے سے غائب ہو کر وہ قدیم مصر کے اس زمانے میں نکل آیا۔ جب مصر پر ایک فرعون

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حکومت کرتا تھا اور یہ زمانہ حضرت یوسف علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ تھیوسانگ کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک بازار میں پایا جہاں لوگ قدیم مصری لباس میں چل پھر رہے تھے۔ تھیوسانگ نے ایک آدمی سے پوچھا کہ کیوں بھائی یہاں کس بادشاہ کی حکومت ہے؟ اس آدمی نے حیرانی سے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کیا تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ تم مصر کے دارالحکومت میں کھڑے ہو اور یہاں فرعون کی حکومت ہے؟"

تھیوسانگ سر تھام کر رہ گیا۔ وہ تو عنبر کیٹی اور مار ناگ سے ہزاروں برس پیچھے نکل آیا تھا۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ تھیوسانگ تھوڑی دیر کے لیے بازار میں ایک طرف ہٹ کر درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ پھر اٹھا اور بازار میں چلتے چلتے چوک کی طرف آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ چوک میں ایک جگہ لوگوں کا ہجوم لگا ہے۔ تھیوسانگ بھی اس ہجوم میں داخل ہو گیا۔ یہاں غلاموں کو فروخت جا رہا تھا۔ ایک غلام فروخت کرنے کے لیے لایا گیا۔ تھیوسانگ اور دوسرے لوگ اس نوجوان غلام کے نورانی چہرے کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ غلاموں کے مالک نے کہا۔

"اس نوجوان کی بولی کیا لگاتے ہو؟"

ہجوم میں سے ایک امیر آدمی نے بڑھ چڑھ کر بولی دینی شروع کر دی۔ آخر اس امیر آدمی نے اس نورانی چہرے والے غلام کو خرید لیا۔ اور اس سے پوچھا۔

"نوجوان تمہارا نام کیا ہے؟"

نوجوان نے ایک نگاہ آسمان کی طرف ڈالی اور پھر بڑی باوقار آواز میں بولا۔

"میرا نام یوسفؑ ہے اور میں اللہ کے پیغمبر کا فرزند ہوں"

امیر آدمی نے کہا۔

"مگر میں نے تمہیں خرید لیا ہے اور اب تم میری حویلی میں میرا حکم بجا لاؤ گے"

حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔

"میں صرف اللہ کا حکم بجا لاتا ہوں۔ خدا کا حکم یہی ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے ایسے ہی ہو اور میں اس کے حکم کے آگے اپنا سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ تم نے مجھے خریدا ہے۔ میں تمہاری خدمت کروں گا۔ اللہ کا منشاء اس وقت یہی ہے"

تھیوسانگ کو فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یاد آگیا۔ اس نے دل میں کہا کہ
"یہ میری خوش نصیبی ہے۔ کہ میری آنکھیں اُن کا دیدار کر رہی ہیں"
امیر آدمی نے۔ جس کا نام عزیزِ مصر تھا۔ اپنے آدمیوں سے کہا۔
"اس غلام کو ہماری حویلی میں پہنچا دو۔ یہ ایک نیک دل اور سچا انسان لگتا ہے۔ ہمیں ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی"
تھیوسانگ نے امیر آدمی سے کہا۔
"اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی آپ کی حویلی میں غلام بن کر آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں"
امیر آدمی یعنی عزیزِ مصر نے تھیوسانگ کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا۔
"اگر ایک غلام مجھے مفت میں ملتا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ تم بھی میری حویلی میں رہ سکتے ہو"
چنانچہ تھیوسانگ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ عزیزِ مصر کی حویلی میں آگیا۔ تھیوسانگ کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کے قریب رہنے کی سعادت حاصل کر سکے۔ حضرت یوسفؑ کے حسن کو جو بھی دیکھتا، دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔ عزیزِ مصر کی ایک نوجوان بیوی کا نام زلیخا تھا۔ اس نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو ان پر فریفتہ ہو گئی۔ مگر حضرت یوسفؑ تو اللہ کے پیغمبر تھے۔ وہ ان باتوں سے بہت بلند تھے۔ ان کے دل میں سوائے اللہ کے اور کسی کی محبت جگہ نہیں پا سکتی تھی۔ مگر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے کمرے میں بلایا اور کہا کہ مجھ سے شادی کرو۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو ایسا خیال دل میں لانے سے منع فرمایا۔ کیونکہ زلیخا پہلے سے شادی شدہ تھی۔ مگر زلیخا کے دل میں شیطان نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے حضرت یوسفؑ کو دولت اور حکومت کا لالچ دیا۔ لیکن اللہ کے نیک بندے کبھی کسی لالچ میں نہیں آتے اور پھر پیغمبروں کا رتبہ تو بہت بلند ہوتا ہے۔
حضرت یوسفؑ نے آسمان کی طرف فوراً چہرہ اٹھا کر کہا "اے میرے اللہ! مجھے اپنی پناہ میں رکھنا" جونہی زلیخا حضرت کی طرف بڑھی آپ دروازے کی طرف بھاگے۔ زلیخا کا جب کوئی بس نہ چل سکا تو اُس نے حضرت یوسفؑ کی قمیض پیچھے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ قمیض کا ٹکڑا پھٹ کر زلیخا کے ہاتھ میں آگیا اور حضرت یوسف کمرے سے باہر چلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے۔

اب تو زلیخا کو خیال آیا کہ میری بڑی بے عزتی کی گئی ہے۔ اور ہو سکتا ہے بدنامی بھی ہو۔ چنانچہ اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ حضرت یوسفؑ نے نعوذ باللہ حملہ کیا تھا۔ زلیخاں کا خاوند عزیز مصر بھی اپنے دوستوں کے ساتھ پہنچ گیا۔ اس نے فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈال دیا۔ تھیوسانگ نے بھی یہ واقعہ سنا تو کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا دامن پاک ہے اور زلیخا نے ان پر الزام لگایا ہے۔ مگر خدا کی مرضی یہی تھی۔ یہ سب کچھ اللہ کی منشا کے مطابق ہو رہا تھا چنانچہ تھیوسانگ نے بھی عزیز مصر کی نوکری چھوڑ دی اور حضرت یوسفؑ کے ساتھ ہی قید خانے میں چلا گیا۔ اور وہاں ان کی خدمت کرنے لگا۔ اب وقت گزرتا چلا گیا۔

تھیوسانگ بھی خاموش تھا۔ حضرت یوسفؑ اللہ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کیے ہوئے تھے۔ اب ایسا ہوا کہ قید خانے میں دو قیدیوں نے رات کو خواب دیکھے اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام سے اس کی تعبیر پوچھنے کے لیے ان کے پاس آئے۔ قید خانے میں ہر کوئی حضرت یوسفؑ علیہ السلام کا بے حد احترام کرتا تھا۔ کیونکہ ایک تو ان کا اخلاق بے حد بلند تھا دوسرے وہ ہر کسی کی خدمت کرتے تھے اور کبھی کبھی کسی کو اس کے خواب کی تعبیر بھی بتا دیا کرتے تھے۔ ان دو قیدیوں میں سے ایک قیدی نے کہا۔ "یا حضرت! میں نے رات خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پہ روٹیوں سے بھری ہوئی چنگیر ہے۔ میں چلا جا رہا ہوں اور پرندے میری چنگیر میں سے روٹیاں توڑ توڑ کر کھا رہے ہیں۔"

حضرت یوسف علیہ السلام نے تھوڑی دیر غور فرمانے کے بعد فرمایا۔

"تمہیں کل موت کی سزا ہو جائے گی۔"

وہ قیدی تو سر پکڑ کر رہ گیا۔ مگر دل میں یہ سوچ کر اپنے آپ کو حوصلہ دینے لگا کہ ہو سکتا ہے تعبیر درست نہ ہو۔ دوسرے قیدی نے خواب سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے مشک اٹھا رکھی ہے۔ اور لوگوں کو پانی پلا رہا ہوں۔" اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا۔

"تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم باعزت بری کر دیئے جاؤ گے اور پھر اتنی ترقی کرو گے کہ مصر کے بادشاہ یعنی فرعون کے دربار میں درباروں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو ٹھنڈا شربت پلانے پر معمور ہو جاؤ گے۔

کرنا خدا کا کیا ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی دونوں تعبیریں سچی نکلیں۔ ایک دن بعد پہلے والے قیدی کو پھانسی ہو گئی۔ اور دوسرے قیدی کو با عزت بری کرنے کے احکامات آ گئے۔ تھیوسانگ یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ دوسرا قیدی کچھ دنوں کے بعد مصر کے دربار میں شاہی آب دار یعنی درباریوں میں پانی تقسیم کرنے والے کے عہدے پر فائز ہو گیا۔ وقت کچھ اور گزر گیا۔ اب ایسا ہوا کہ خود فرعون مصر کو ایک خواب آیا جس میں اس نے دیکھا کہ سات موٹی اور صحت مند گائیں دریا کے کنارے ہرا بھرا گھاس چر رہی ہیں۔ پھر اس نے دیکھا کہ سات بہت ہی لاغر اور کمزور گائیں ہیں کہ خشک زمین پر گھاس تلاش کرتی پھرتی ہیں۔ فرعون نے دربار کے شاہی نجومی کو خواب سنا کر اس کی تعبیر پوچھی۔ شاہی جوتشی نے جو تعبیر بتائی فرعون اس سے مطمئن نہ ہوا۔ اس نے کئی لوگوں کو بلا کر اپنا خواب سنایا۔ مگر کوئی بھی خواب کی صحیح تعبیر نہ بتا سکا۔

کُفری غالمیں

فرعون اپنے خواب کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔

اچانک اس قیدی کو جواب فرعون کے دربار میں شاہی آبدار تھا خیال آیا کہ قید خانے میں ایک نورانی چہرے والا نیک اور سچا نوجوان ہے۔ جس نے خواب کی تعبیر بالکل سچ بتائی تھی۔ شاہی آبدار نے فرعون کی تعظیم بجا لا کر عرض کی۔

”بادشاہ سلامت! قید خانے میں ایک ایسا پاکیزہ دل والا نوجوان موجود ہے جو خواب کی بالکل سچی تعبیر بتاتا ہے۔“

پھر شاہی آبدار نے اپنے اور پھانسی پا جانے والے قیدی کے خواب کا واقعہ سنا دیا۔ فرعون نے اسی وقت حکم دیا کہ اس نورانی چہرے والے نوجوان کو شاہی محل میں بلایا جائے۔ جب شاہی ہرکارہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خاص رہائی کے احکامات لے کر قید خانے میں پہنچا۔ تو حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مجھے ایک ایسے جرم کے الزام میں یہاں قید کیا گیا ہے
جو میں نے نہیں کیا۔ اس لیے پہلے مجھے اس جھوٹے الزام
سے باعزت بری کیا جائے پھر میں قید خانے سے
نکلوں گا۔"

فرعون نے مقدمہ دوبارہ شروع کروایا۔ یہ بات ثابت ہو گئی
کہ چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہوئی
تھی۔ اس لیے وہ بے گناہ ہیں اور قصوروار زلیخا ہے۔ اگر حضرت
یوسف علیہ السلام قصوروار ہوتے تو قمیض آگے سے پھٹی ہوتی۔
یہ دلیل اس قدر وزنی اور سچی تھی کہ زلیخا عدالت میں رو پڑی۔
اور اس نے اعتراف کر لیا کہ قصور اسی کا تھا۔ یوسف علیہ السلام
معصوم اور بے گناہ ہیں۔ فرعون کے حکم سے اسی وقت حضرت
یوسف علیہ السلام کو باعزت بری کر دیا گیا۔ تب فرعون نے حضرت
یوسف کو اپنا خواب سنا کر اس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت یوسفؑ نے
فرمایا

"اے بادشاہ تم نے پہلی جو سات صحت مند بھینسیں دیکھی
تھیں اس کا مطلب ہے کہ اس ملک پر سات بڑے
ہی خوشحالی کے سال آئیں گے۔ ان برسوں میں ملک
میں بے حد اناج پیدا ہوگا۔ پھر تم نے جو سات
لاغر بھینسیں دیکھی ہیں اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے
بعد مصر پر سات برس کے لیے زبردست قحط پڑ
جائے گا اور لوگ گیہوں کے دانے دانے کو ترس
گئے۔"

فرعون فکرمند ہو کر بولا۔

"اے نیک دل مقدس نوجوان! تم نے میرے خواب
کی جو تعبیر بتائی ہے۔ وہ میرے دل کو جا کر لگی ہے۔
مجھے تم پر یقین ہے۔ اب یہ بتا کہ مجھے اپنی رعایا
کو قحط سے بچانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟"

تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرعون کو مشورہ دیا کہ جن
برسوں میں ملک میں بے حد اناج پیدا ہوگا۔ ان دنوں میں اناج
بچا کر جمع کر لیا جائے۔ تاکہ جب قحط کا زمانہ آئے تو اس
زمانے میں لوگوں کو ضرورت کے مطابق مہیا کر دیا جائے
فرعون نے حضرت یوسفؑ کو اپنے دربار کا وزیر خاص مقرر کر دیا
حضرت یوسف نے ایسی دانشمندی اور دیانت داری سے
اناج جمع کیا کہ ایک دانہ بھی ضائع نہ ہوا۔ آخر وہی ہوا۔ پہلے
سات برس تو مصر میں بے پناہ اناج پیدا ہوا جس کی بھاری تعداد
گوداموں میں جمع کر لی گئی۔ اس کے بعد ملک میں قحط پڑ گیا۔ حضرت
یوسفؑ نے خواب کی جو تعبیر بیان فرمائی تھی۔ وہ سچ ثابت ہو
رہی تھی۔ قحط اس قدر بھیانک تھا کہ اگر حضرت یوسفؑ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مشورے پر عمل کرتے ہوئے اناج گوداموں میں مستور نہ کر دیا جاتا
تو مصر میں لوگ بھوکوں مرنا شروع ہو جاتے۔ مگر اب سب کو
وقت پر ایک جتنا راشن مل رہا تھا۔ یوں قحط کا زمانہ بخیر و خوبی
گزر گیا۔ اسی زمانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے وہ بھائی بھی
غلہ لینے مصر کے دارالحکومت میں آئے جنہوں نے حسد کے مارے
حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینک دیا تھا مگر حضرت
صاحب نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا۔ پھر وہ اپنے برگزیدہ
والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملنے تشریف لے گئے۔ باپ
نے اپنے مقدس بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ اور خدا کے حضور
سجدہ شکر ادا کیا۔ اس کے بعد اس خاندان میں اللہ کے کئی برگزیدہ
نبی اس دنیا میں تشریف لائے۔

تھیو سانگ اس وقت بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے
ساتھ۔ جب آپ دربار کے وزیر خاص تھا اور اللہ تعالیٰ نے
انہیں اعلیٰ ترین رتبے سے سرفراز فرمایا تھا پھر ایک روز ایسا
ہوا کہ تھیو سانگ مصر کے ایک صحرا میں دریائے نیل کے
ساتھ جا رہا تھا کہ اس کی نظر ایک بزرگ عورت پر پڑی
جو دریا کنارے بیٹھی اللہ کی عبادت کر رہی تھی۔ تھیو سانگ
نے قریب جا کر بزرگ خاتون کو سلام کیا اور اپنے حق میں دعا
کرنے کی درخواست کی۔

بزرگ عورت نے فرمایا۔
"تھیو سانگ! تیرا دل اسلام کے نور سے منور ہو
چکا ہے۔ یاد رکھ اسلام اللہ کا دین ہے اور اس
کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف
لانے ہی سے ہو گئی تھی۔ اور اس کی انتہا، اس کی
تکمیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری
پر ہو گی۔ جو اللہ کے آخری نبی ہوں گے۔ ان کے بعد
دنیا میں کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ اس روز دین اسلام
مکمل ہو جائے گا۔ تاکہ قیامت تک انسانوں کو نیک
زندگی بسر کرنے کے لیے سیدھا راستہ۔ اسلام کا
راستہ مل جائے۔ مگر تجھے ابھی اپنے ساتھیوں
کے پاس جانا ہے۔ تجھے کئی مصیبت کے مارے
ہوؤں کی مدد کرنی ہے۔ تو واپس جا اپنے دوست
عنبر کے پاس جو اس وقت سخت مشکل میں ہے۔
اور جسے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

تھیو سانگ نے بے اختیار پوچھا۔
"مقدس خاتون! میں عنبر کو کہاں مل سکتا ہوں؟"
بزرگ خاتون نے دریا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

”اس دریا میں اتر جا۔ تو وہاں پہنچ جائے گا۔ جہاں عنبر پہلے ہی سے موجود ہے۔“

تھیوسانگ کو یہ پوچھنے کا خیال ہی نہ آیا کہ عنبر کس شکل میں ملے گا۔ یہ بھی شاید قدرت کی مرضی تھی کہ تھیوسانگ کو ابھی معلوم نہ ہو کہ عنبر کس حالت میں ہے۔ تھیوسانگ نے بزرگ خاتون کو ادب سے سلام کیا اور دریا میں اتر گیا۔ دریا میں اترتے ہی جیسے کسی نے اسے پانی کے اندر کھینچ لیا۔ وہ پانی کے نیچے پہنچ گیا۔ اسے غوطے آنے لگے۔ اس نے جلدی سے اوپر اٹھ کر اپنا سر پانی سے باہر نکالا تو نہ وہ مصر تھا اور نہ مصر کا دریا تھا اور نہ وہ بزرگ خاتون وہاں پر موجود تھی۔ وہ واپس اسی کورنتھ شہر میں آگیا تھا۔ جہاں عنبر بلی کی شکل میں یونانی جادوگرنی کے مکان پر پنجرے میں بند پڑا تھا۔

تھیوسانگ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھ رہا تھا کہ اس کو خدا کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا۔ تھیوسانگ کے دل میں ایک انقلابی اور خوشگوار تبدیلی پیدا ہو چکی تھی۔ اور اس نے ایک بار پھر نئے عزم سے اس بات کا فیصلہ کیا تھا۔ کہ وہ جب تک زندہ رہے گا صرف ایک خدا یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرے گا اس کے آخری نبی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان قائم و دائم رکھے گا۔ اور دکھی لوگوں کی صدق دل سے مدد کرتا رہے گا۔

تھیوسانگ کو معلوم تھا کہ عنبر اس کے ساتھ ہی بلی کی شکل میں مقبرے سے بھاگا تھا۔ ہو نہ ہو وہ اب بھی بلی ہی کی شکل میں کسی نہ کسی ملک یا شہر میں زندہ ہوگا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ جو کوئی بھی بلی اسے نظر پڑے گی وہ اس کی جانچ پڑتال کرے گا۔ ابھی تھیوسانگ چاہتا تھا کہ وہ کسی سرائے میں جا کر قیام کرے اور نئے کپڑے بھی بنوائے۔ کیونکہ اس کے کپڑے قدیم مصری طرز کے تھے۔ اور کافی خراب ہو گئے تھے۔ تھیوسانگ کے پاس کوئی پیسہ بھی نہ تھا۔ وہ دریا سے نکل کر کنارے پر دھوپ میں بیٹھ گیا۔ شام ہو رہی تھی۔ کورنتھ شہر میں ٹھنڈی خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ تھیوسانگ نے ایک آدمی سے سرائے کا پتہ پوچھا۔ یہ آدمی یونانی میں بات کر رہا تھا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

”بھائی میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں پردیسی ہوں۔ کیا اس شہر میں مجھے کوئی کام مل جائے گا؟“

اس آدمی نے دور ایک باغ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”زیتون کے اس باغ میں چلے جاؤ۔ وہاں تمہیں شاید کام مل جائے۔“

تھیوسانگ زیتون کے باغ میں آیا تو دیکھا کہ کئی حبشی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہندی غلام باغ میں کام کر رہے تھے۔ ان کا مالک ایک کرسی پر بیٹھا شیشے کے گلاس میں شربت پی رہا تھا۔ تھیوسانگ کو آتا دیکھ کر اس نے دُور ہی سے پوچھا۔

"اِدھر کیا لینے آ رہے ہو؟"

تھیوسانگ نے قریب جا کر سلام کیا اور کہا کہ اسے کوئی کام چاہیئے۔ وہ پردیسی ہے۔ اور ملک مصر کا رہنے والا ہے۔ یونانی مالک نے تھیوسانگ کو اوپر نیچے دیکھا اور بولا۔

"تم کیا کام کر سکتے ہو؟"

تھیوسانگ نے سوچا کہ مزدوروں کی طرح کام کرنے کی بجائے اسے لکھائی پڑھائی کا کام مل جائے تو بہتر ہو گا۔ اس نے کہا۔

"جناب میں کئی زبانوں میں لکھ پڑھ سکتا ہوں۔"

یونانی مالک نے چونک کر پوچھا۔

"کیا تم قدیم کُفری زبان جانتے ہو؟"

کُفری زبان وہ زبان تھی جو آج سے بیس ہزار برس کہا جاتا ہے کہ وادی نجدان میں آباد لوگ بولا کرتے تھے۔ وادی [illegible] کے بارے میں تاریخ میں بتایا گیا ہے کہ اس قوم پر جنات کی حکومت تھی اور یہ لوگ سونے کی ڈلیوں اور ہیرے جواہرات اپنے مکانوں کی دیواروں میں گارے پتھروں جگہ استعمال کرتے

تھے۔ یہ قوم اس قدر دولت مند تھی کہ تاریخ کے صفحات پر اس سے زیادہ دولت مند قوم کا ذکر اور کہیں نہیں ملتا۔ پھر اس قوم نے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئی۔ اور ان پر تباہی نازل ہوئی۔ اور ایک رات ایسا بھیانک زلزلہ آیا کہ کُفری کا سارے کا سارا شہر زمین میں دھنس کر ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو گیا۔ کئی صدیوں تک لوگ کُفری قوم کے دبے ہوئے غرق شدہ خزانوں کو تلاش کرتے رہے۔ اس میں ہزاروں لوگ سانپوں کے ڈسنے اور جنات کے حملے سے مر بھی گئے۔ تھیوسانگ نے اس کُفری قوم کے بارے میں بہت کچھ عبرتناک ماریا سے سُن رکھا تھا۔ چنانچہ جب یونانی امیر نے اس سے کُفری زبان کے بارے میں سوال کیا تو تھیوسانگ سمجھ گیا کہ اس کے پاس ضرور کُفری قوم کے کسی خزانے کے بارے میں کوئی خفیہ دستاویز ہو گی۔ جس کو یہ پڑھوانا چاہتا ہو گا۔

تھیوسانگ نے جواب میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں کُفری قوم کی تحریر پڑھ لیتا ہوں۔ یہ زبان میرے دادا نے مجھے سکھائی تھی۔ جو اس پرانی زبان کے ماہر تھے۔"

یونانی امیر نے اُٹھ کر تھیوسانگ سے ہاتھ ملایا اور اسے باغ میں بنے ہوئے اپنے مکان کے ایک کمرے میں لے گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب سے پہلے اُسے شربت پلایا۔ پھر اُس کو نئے کپڑے پہننے کو دیئے۔ اُس کی بڑی آؤ بھگت کی اور کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے دوست؟"

تھیوسانگ نے کہا۔ "مجھے تھیوسانگ کہتے ہیں"

یونانی امیر بولا۔

"یہ تو مجھے چینی نام لگتا ہے۔ کیا تمہارا تعلق ملک چین سے ہے؟"

تھیوسانگ نے مسکرا کر کہا۔

"جی نہیں۔ میرا ملک چین سے کوئی تعلق نہیں۔ بس میرا نام ہی ایسا ہے"

یونانی امیر نے تھیوسانگ کے لیے شاندار کھانا منگوایا۔ تھیوسانگ کو اس کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر اس نے کھانا کھا لیا۔ کھانے کے بعد یونانی امیر نے قہوہ منگوا لیا۔ تھیوسانگ سمجھ گیا تھا کہ یونانی اس کی آؤ بھگت محض اس لیے کر رہا ہے کہ اس کے پاس کفری خزانے کی کوئی پرانی خفیہ دستاویز ہو گی جس کو وہ اس سے پڑھوانا چاہتا ہو گا۔ جب رات ہو گئی اور غلام چلے گئے تو یونانی امیر تھیوسانگ کو اپنے ایک دوسرے کمرے میں لے گیا۔ جہاں ایک سنگ مرمر کی بڑی میز کے گرد کرسیاں لگی تھیں۔ میز پر ایک شمع دان میں چراغ روشن تھا۔ دیواروں میں الماریاں لگی تھیں۔ یونانی امیر نے تھیوسانگ کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود الماری میں سے ایک پرانا لکڑی کا صندوقچہ نکال کر لے آیا۔ اس چھوٹے سے صندوقچے پر گرد جمی ہوئی تھی۔ اسے کپڑے سے صاف کر کے کھولا۔ اس میں سے ایک چمڑے کا ٹکڑا نکال کر تھیوسانگ کے سامنے پھیلا کر رکھ دیا۔ اور بولا۔

"کیا تم پڑھ کر بتا سکتے ہو کہ کفری زبان میں اس ٹکڑے پر کیا لکھا ہے؟"

تھیوسانگ نے شمع کی روشنی میں چمڑے کے ٹکڑے کو غور سے دیکھا۔ وہاں کفری زبان میں کئی نشانیاں لکھی ہوئی تھیں۔ کہیں درخت کی نشانی بنی ہوئی تھی۔ کہیں دریا کی۔ اور کہیں کوئی ریت کا ٹیلا بنایا گیا تھا۔ جگہ جگہ کفری زبان میں لکھا تھا۔ یہاں سے بائیں طرف دو قدم چلنا ہو گا۔ یہاں سے دائیں طرف سات قدم چلنا ہو گا۔ یہاں ایک سرنگ میں داخل ہونا ہو گا۔ یہاں جنات کا پہرہ ہے اس لیے اس سرنگ میں ہرگز... داخل مت ہونا۔ یہ خزانے کا نقشہ تھا۔ کفری خزانے کا نقشہ۔ اس کے اوپر لکھا تھا۔

"میرے بیٹے! میں یہ خزانے کا نقشہ تمہارے لیے چھوڑ رہا ہوں۔ اگر تم یہ خزانہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو آدھا خزانہ غریب لوگوں میں تقسیم کر دینا۔ باقی جو خزانہ بچ جائے وہ تم اپنے پاس رکھنا اور ساری زندگی غریبوں کی مدد کرتے رہنا۔ کبھی کسی کو اپنے گھر سے خالی ہاتھ مت لوٹانا۔ فقط تمہارا جلاوطن باپ

تھیوسانگ فوراً سمجھ گیا کہ یہ کسی ایسے کفری امیر نے نقشہ بنایا ہے۔ جسے کسی وجہ سے شہر سے بادشاہ نے جلا وطن کر دیا ہوگا۔ اس کے جلا وطن ہونے کے بعد شہر زلزلے کی وجہ سے غرق ہو گیا۔ ممکن ہے اس کا بیٹا اس وقت شہر سے باہر گیا ہوگا۔ اور باپ نے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے کے لیے خفیہ خزانے کا یہ نقشہ بنا کر کسی پوشیدہ جگہ رکھ دیا۔ جہاں سے ہزاروں سال گزرنے کے بعد یہ نقشہ لوگوں کے ہاتھوں سے ہوتا ہوا اس یونانی امیر کے پاس پہنچ گیا۔ چونکہ کوئی بھی قوم کفری زبان نہیں جانتی تھی اس لیے یہ نقشہ کوئی بھی نہ پڑھ سکا تھا۔ اور یوں وہ خزانہ اب تک محفوظ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ اگر اس یونانی امیر کو یہ خزانہ مل گیا تو وہ جلا وطن باپ کی وصیت کے مطابق کبھی عمل نہیں کرے گا۔ کیونکہ صاف لگ رہا تھا کہ یونانی امیر بہت لالچی انسان ہے اور اسے دولت کی ہوس ہے۔ بس تھیوسانگ نے فیصلہ کیا کہ وہ اصل بات کو چھپا لے گا۔

یونانی امیر نے پوچھا۔

"تم کیا سوچ رہے ہو۔ تھیوسانگ؟ کیا یہ تحریر تم نہیں پڑھ سکے؟ یہ ضرور کسی خزانے کا نقشہ ہے۔ مجھے بتاؤ کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ اگر یہ خزانے کا نقشہ ہے تو میں تمہیں قول دیتا ہوں کہ خزانہ مل جانے کی صورت میں آدھا خزانہ تمہارا ہوگا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"بات یہ ہے کہ اس کفری تحریر میں کچھ عجیب سی خطرناک باتیں لکھی ہیں۔"

یونانی امیر نے بے تاب ہو کر کہا۔

"یہ خزانے کا نقشہ تو ہے نا؟"

"ہاں یہ خزانے کا نقشہ ہی ہے۔" تھیوسانگ نے کہا۔

یونانی امیر فوراً بولا۔

"تو پھر جلدی بتاؤ کہ اس میں اس کی کیا نشانیاں دی گئی ہیں۔ اور خزانہ کس ملک میں ہے۔ اور اس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔"

تھیوسانگ نے اتنی دیر میں سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کہنا ہوگا۔ وہ چمڑے کے نقشے پر آنکھیں جمائے ہوئے بولا۔

"اس میں اوپر لکھا ہے کہ یہ کفری قوم کے آخری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادشاہ کے خفیہ خزانے کا نقشہ ہے۔ جو دریائے دجلہ کے کنارے زمین کے اندر زلزلے کی وجہ سے شہر کے ساتھ ہی غرق ہو گیا تھا۔ مگر اس خزانے پر جنات کا قبضہ ہے۔ خزانے کے اندر سانپ اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لیے جس شخص کو یہ چمڑے کا نقشہ ملے اس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ہرگز ہرگز اس خزانے کی تلاش میں نہ نکلے نہیں تو اس کی سات پشتوں کو پچھتانا پڑے گا۔ اس کی سات پشتوں کو ایسی بیماری لگ جائے گی کہ وہ زندگی بھر تڑپتے رہیں گے"

تھیوسانگ کا خیال تھا کہ اس سے یونانی امیر ڈر جائے گا اور خزانے تک پہنچنے کا خیال دل سے نکال دے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ یونانی امیر بہت ہی لالچی تھا۔ اس نے کہا۔

"خواہ میری سات پشتیں برباد ہو جائیں مگر میں اس خزانے کو حاصل کر کے رہوں گا۔ تھیوسانگ کیا تم میرے ساتھ چلو گے؟ میں ایک بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ اگر خزانہ مل گیا تو اس کا آدھا حصہ غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دوں گا۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ خزانہ تو زمین میں دبا دبا ایک روز مٹی ہو جائے گا۔ یہ شخص اگر اپالو کی قسم کھا کر وعدہ کرتا ہے تو بہتر یہی ہے کہ خزانہ نکال لیا جائے۔ تاکہ اس کا آدھا حصہ غریبوں کو تو مل جائے۔ بےچارے غریب لوگوں کا اس سے بہت فائدہ ہو جائے گا۔ کیونکہ بادشاہ کا خزانہ بہت بڑا خزانہ ہوتا ہے۔ اب تھیوسانگ نے یونانی امیر سے کہا۔

"کیا تم اپالو دیوتا کے بت کے سامنے کھڑے ہو کر یہ عہد کرنے کو تیار ہو کہ خزانہ مل جانے پر تم اس کا آدھا حصہ غریبوں میں بانٹ دو گے؟"

یونانی امیر نے کہا۔

"ہاں! میں اپالو دیوتا کے سامنے جا کر یہ قسم کھانے کو تیار ہوں"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تو گھوڑے نکالو اور ابھی میرے ساتھ اپالو دیوتا کے مندر میں چلو۔"

یونانی امیر کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس نے اسی وقت گھوڑے نکالے وہ دونوں اپالو مندر پہنچ گئے۔ یونانی امیر نے اپالو دیوتا کے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔

"اے اپالو دیوتا! میں قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھے خزانہ مل گیا تو میں اس کا آدھا حصہ غریبوں میں بانٹ دوں گا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر تھیوسانگ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کیا اب تم مطمئن ہو گئے ہو؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں مجھے اطمینان ہو گیا ہے"

یونانی امیر اسے ساتھ لے کر واپس اپنے مکان پر آ گیا اور بولا۔

"کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں تھا تھیوسانگ؟ میں جانتا ہوں۔ تم نے اس نقشے کی بہت سی باتیں چھپا لی تھیں۔ اب جبکہ تمہیں میری طرف سے اطمینان ہو گیا ہے۔ تو مجھے وہ باتیں بھی بتاؤ۔ جو تم نے مجھے پہلے نہیں بتائیں تھیں"

تھیوسانگ نے اب اسے سارا نقشہ ٹھیک پڑھ کر سنا دیا۔ یونانی امیر کا دل کھوٹا تھا۔ اس نے اوپر سے عہد کیا تھا کہ وہ آدھا خزانہ غریبوں میں بانٹ دے گا۔ جبکہ وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ جب اسے خزانہ مل جائے گا تو وہ تھیوسانگ کو بھی ہلاک کر دے گا۔ اب جب اسے معلوم ہوا کہ خزانے کے مالک نے اپنے بیٹے کو ہدایت کی ہے کہ وہ آدھا خزانہ غریبوں میں۔ پھر اس کا آدھا بیوہ عورتوں میں اور اس کا بھی آدھا دوسرے لوگوں میں بانٹ دے تو یونانی امیر دل میں ہنسا۔ اور اپنے آپ سے دل میں کہا کہ ایک بار خزانہ ہاتھ آ جانے دو۔ میں اس کی ہوا بھی کسی کو نہیں لگنے دوں گا۔ اس تھیوسانگ کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کیونکہ یہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ خزانہ میرے پاس ہے۔

تھیوسانگ سے یونانی امیر نے بڑی چاپلوسی سے کہا۔

"بیٹا تھیوسانگ! مجھے تو خزانے کا صرف چوتھا حصہ ہی دے دو گے تو میں خوش ہو جاؤں گا۔ باقی چاہے ساری دولت تم اپنے ہاتھوں غریبوں میں تقسیم کر دینا۔ بلکہ اگر تم کہو گے تو میں خزانے کا چھٹا حصہ بھی لینے کو تیار ہوں"

تھیوسانگ نے اس کی بات پر اعتبار کر لیا اور بولا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں صبح ہی خزانے کی تلاش میں چل پڑنا چاہیے"

یونانی امیر نے صبح اٹھتے ہی ساری تیاریاں مکمل کر لیں۔ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ چار گھوڑوں پر انہوں نے ضروری سامان اور خوراک پانی لاد لیا۔ اور یونان سے دریائے دجلہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیونکہ خزانہ اسی دریا کی وادی میں ایک ٹیلے کے اندر دفن تھا۔ دو دن کے سفر کے بعد تھیوسانگ اور یونانی امیر دجلہ کی وادی میں پہنچ گئے۔ تھیوسانگ اس لیے ساتھ گیا تھا کہ اس پر فرض ہو گیا تھا کہ وہ گنجی خزانہ نکال کر جلاوطن باپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی وصیت کے مطابق اسے حصوں میں تقسیم کرے اور جو حصہ باقی بچے وہ یونانی امیر کو دے دے کیونکہ بہر حال نقشہ اسی نے حاصل کیا تھا۔

دو دن تک وہ دجلہ کی وادی میں کے صحراؤں میں سفر کرتے رہے۔ نقشہ تھیو سانگ کے پاس تھا۔ اور وہ بار بار اسے دیکھ لیتا تھا۔ آخر وہ اس ٹیلے کے پاس پہنچ گئے۔ جس کی طرف اشارہ نقشے میں دیا گیا تھا۔ انہوں نے وہیں کیمپ لگا لیا۔ رات آرام کیا۔ دوسرے دن جب سورج نکلا تو یونانی امیر اور تھیو سانگ سروں پر دھوپ سے بچنے کے لیے رومال ڈال کر نقشہ لے کر خزانے کی تلاش میں ٹیلے کے جنوب میں آ گئے۔ تھیو سانگ نے نقشے کی طرف دیکھا اور بولا۔

"نقشے میں لکھا ہے کہ اس ٹیلے کے جنوب میں ایک جگہ تین چٹانی پتھر ساتھ ساتھ جُڑے ہوئے ہیں۔ وہاں سے بائیں جانب سات قدم چلنا ہو گا۔"

وہ ٹیلے کے جنوب میں آئے تو واقعی وہاں تین چٹانی پتھر ساتھ ساتھ لگے تھے۔ وہاں سے وہ سات قدم بائیں جانب چلے تو ایک اور نکونا پتھر آ گیا۔ یہ پتھر چھوٹے مینار کی طرح تھا۔ نقشے میں لکھا تھا کہ اس مینار سے مزید بائیں جانب اتنے قدم سے بائیں جانب چلیں تو آگے ایک چھوٹا سا غار آئے گا۔ نقشے میں لکھا تھا کہ اس غار میں ہرگز داخل نہیں ہونا کیونکہ اس غار کے اندر جنات خزانے پر پہرہ دیتے ہیں۔ بلکہ یہاں سے شمال مغرب کی طرف گیارہ قدم چلو گے تو ایک چھوٹا سا غار آئے گا۔ خزانے کے لیے اس غار میں داخل ہو جانا۔

یونانی امیر اور تھیو سانگ چلتے چلتے دوسرے غار پر آ گئے۔ یہ پہلے والے غار سے چھوٹا غار تھا۔ یونانی امیر اور تھیو سانگ نے مشعلیں جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے روشن کر لیں اور غار میں داخل ہو گئے۔ غار بہت پرانا تھا۔ اس میں مکڑیوں نے چاروں طرف جالے بُن رکھے تھے۔ جالے مشعلوں کے شعلوں میں ساتھ ساتھ جلتے چلے جا رہے تھے۔ غار کے اندر سے چمگادڑیں بھی گھبرا کر پھڑ پھڑاتی ہوئی باہر کو اُڑ گئیں۔ غار میں نمی تھی۔ کہیں کہیں دیوار سے پانی بھی رِس رہا تھا۔ آگے جا کر غار بند ہو گیا۔ تھیو سانگ نے مشعل کی روشنی میں نقشے پر دیکھا۔ یہاں غار کی ایک چھوٹی سی لکیر بنا کر آگے لکھا ہوا تھا۔

"دیوار میں پتھروں کی آخری قطار کے آخری پتھر کو باہر نکالو۔"

یونانی امیر نے کدال اُٹھالی۔ انہوں نے دیوار کو دیکھا۔ یہ پتھروں کی بنی ہوئی دیوار تھی۔ انہوں نے آخری قطار کے آخری پتھر کو کدال سے باہر کھینچ لیا۔ وہاں ایک چوکور سوراخ پیدا ہو گیا۔ یہ سوراخ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کشادہ تھا کہ وہ اس میں داخل ہو سکتے تھے۔ وہ دونوں چوکور سوراخ میں سے غار کی دیوار کی دوسری جانب پہنچ گئے۔ دوسری طرف غار کی چھت اتنی چھوٹی تھی کہ وہ کھڑے ہو کر نہیں چل سکتے تھے۔ وہ دونوں جھک کر آگے چلنے لگے۔ یہاں غار کی فضا بے حد مرطوب اور گھٹی گھٹی تھی۔ تھیوسانگ چونکہ خلائی آدمی تھا، اسے سانس لینے میں دشواری نہیں ہو رہی تھی مگر یونانی امیر کو سانس لینے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔

اس نیچی چھت والی غار میں کافی دور چلتے رہنے کے بعد غار کی چھت بلند ہونا شروع ہو گئی۔ پھر وہ ایک بڑے ہال کمرے میں آ گئے۔ یہاں غار میں ایک جانب پانی کے بہنے کی آواز آ رہی تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی ندی تھی جو غار کی دیوار کے ساتھ ساتھ بہتی چلی جا رہی تھی۔ یہاں تھیوسانگ نے ایک بار پھر نقشے کو دیکھا۔ نقشے میں ندی کا صاف اشارہ لکھا ہوا تھا۔ اور ہدایت کی گئی تھی کہ اس ندی میں اتر کر آگے چلنا شروع کرو۔ وہ دونوں ندی میں اتر گئے۔ ندی کا پانی ٹھنڈا تھا اور ان کے ٹخنوں تک ہی آتا تھا۔ یونانی امیر نے کہا۔

"یہ ندی کہاں سے نکل کر یہاں آ گئی ہے اور کہاں جا رہی ہے؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے تو اس زمین کے نیچے بھی کئی دریا بہہ رہے ہیں۔"

وہ ندی میں چلنے لگے۔ غار کافی کھلا ہو گیا تھا۔ ندی کی روانی زیادہ تیز نہیں تھی۔ کچھ دور چلنے کے بعد ندی کے آگے ایک دیوار میں ایک گول سرنگ سی آ گئی۔ ندی کا پانی ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ اس سرنگ میں گر رہا تھا۔ تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر سرنگ کی دوسری جانب دیکھا اور بولا۔

"آگے پانی آبشار کی شکل میں نیچے سرنگ میں گر رہا ہے۔ ہمیں پانی کے ساتھ ہی نیچے جانا ہو گا۔"

یونانی بولا۔

"نقشے میں دیکھو۔ وہاں کیا لکھا ہے؟"

تھیوسانگ نے نقشہ کھول کر دیکھا۔ اس میں ندی کی لکیر کے آگے لکھا تھا۔

"ندی کی آبشار کے ساتھ اتر جاؤ۔"

انہوں نے مشعلیں بجھا دیں اور ندی کی آبشار کے ساتھ دوسری طرف سرنگ میں چھلانگیں لگا دیں۔ وہ ایک چھوٹے سے تالاب میں جا گرے۔ جلدی سے اٹھ کر تالاب سے باہر نکلے تو گھپ اندھیرے میں یونانی امیر کو کچھ نظر نہ آیا۔ مگر تھیوسانگ اندھیرے میں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سرنگ کافی کھلی ہے اور تالاب میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے پانی ایک بار پھر ندی کی شکل میں نکل کر آگے بہہ رہا ہے۔

اس نے یونانی امیر سے کہا۔

"آگے پھر سرنگ ہے۔ مشعلیں روشن کر لینی چاہئیں۔"

انہوں نے فوراً فاسفورس کی مشعلیں روشن کیں اور ندی کے ساتھ ساتھ سرنگ میں آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

O

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ڈائنی کی بد رُوح

ندی آگے جا کر زمین کے ایک سوراخ میں غائب ہو گئی۔ سُرنگ بھی یہاں پہنچ کر ختم ہو گئی۔ اور سامنے ایک دیوار آ گئی۔ یونانی امیر نے تھیوسانگ سے کہا۔

"اب کیا کریں۔ سرنگ تو ختم ہو گئی اور ندی کا پانی بھی زمین کے اندر ایک کنوئیں میں غائب ہو رہا ہے۔ نقشہ دیکھو۔"

انہوں نے مشعل کی روشنی میں نقشہ دیکھا تو وہاں لکھا تھا۔

"اس دیوار کے پیچھے خزانہ ہے۔"

یونانی امیر تو خوشی سے اُچھل پڑا۔ تھیوسانگ غور سے دیوار کو دیکھ رہا تھا۔ اِسے معلوم تھا کہ اس دیوار کے پیچھے اگر خزانہ ہے تو اس خزانے پر سانپ بھی ضرور موجود ہوں گے۔ اور یہ سانپ یونانی امیر کو ہلاک کر دیں گے۔ تھیوسانگ وعدے کے مطابق عمل کر رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یونانی امیر مَر جائے اور خزانہ غریبوں میں تقسیم نہ ہو۔ وہ وہاں سے خزانہ نکال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

غریبوں، بیواؤں اور مستحق لوگوں میں بانٹا جاتا تھا۔ اگر اس
کا چھٹا حصہ یونانی امیر کو مل بھی جاتا ہے تو وہ اُسے اسی
کا مستحق سمجھتا تھا۔ کیونکہ نقشہ بہر حال اسی نے پیدا کیا تھا۔

یونانی امیر نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم چپ کیوں ہو میرے بیٹے تھیوسانگ! میں کدال چلا کر دیوار گرانے لگا ہوں۔ کیونکہ اس کے پیچھے خزانہ ہے"

تھیوسانگ نے کہا۔

"خزانہ دیوار کے پیچھے ضرور ہے مگر تم شاید بھول رہے ہو کہ اس خزانے پر سانپ بھی ہوں گے جن کا مقابلہ تم اکیلے نہیں کر سکو گے"

یونانی امیر نے کدال والا ہاتھ وہیں روک لیا۔ کہنے لگا۔

"ہم لوگ جلا کر سانپوں کو بھسم کر دیں گے"

تھیوسانگ نے کہا۔

"خزانے پر ایک نہیں کئی سانپ ہوں گے۔ تم سارے سانپوں کو جب تک بھسم کرو گے ان میں سے ایک دو سانپ ہمیں ضرور ڈس دیں گے"

یونانی امیر نے کہا۔

"پھر کیا کریں؟"

تھیوسانگ بولا۔

"مجھے سانپوں کا ایک ایسا منتر آتا ہے۔ جس کو پڑھ کر پھونک دینے سے سانپ کچھ نہیں کہتے اور واپس چلے جاتے ہیں"

یونانی نے تھیوسانگ کا ہاتھ تھام لیا اور خوش ہو کر بولا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو تھیوسانگ؟ پھر تو ہم ابھی دیوار گرا دیں گے"

اور یونانی امیر نے دیوار پر کدال چلانی شروع کر دی۔ مگر وہ ادھیڑ عمر تھا۔ جلد تھک گیا۔ اب تھیوسانگ کدال چلانے لگا۔ اس کی دو تین ضربوں سے دیوار کے پتھر اپنی جگہ سے ہل گئے۔ انہوں نے مل کر دیوار کے پتھر باہر نکال لیے۔ یونانی امیر نے بے تاب ہو کر سوراخ میں سے دوسری طرف جھانکا تو اچانک دوسری طرف سانپوں کی پھنکار کی زبردست آواز سنائی دی۔

یونانی امیر نے جلدی سے سر پیچھے کر لیا۔

"تھیوسانگ تم ٹھیک کہتے تھے۔ اندر سانپ ہیں جلدی سے اپنا منتر پھونکو"

تھیوسانگ بولا۔

"تم ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اور مجھے آرام سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اپنا کام کرنے دو۔"
یونانی امیر خزانے کی جھلک دیکھنے کے لیے بے چین تھا۔ مگر سانپوں کی پھنکار نے اسے ڈرا دیا تھا۔ وہ مشعل ایک طرف رکھ کر پتھروں کے پاس بیٹھ گیا۔ تھیوسانگ نے دیوار کے باقی پتھر بھی باہر نکال لیے۔ اب اس نے مشعل کی روشنی میں دوسری طرف دیکھا۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جہاں جواہرات اور سونے کے زیورات کی تھیلیاں کھلی پڑی تھیں۔ مشعل کی روشنی میں ہیرے جواہرات اور سونے کی ڈلیاں جگمگانے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سرخ اور سیاہ رنگ کے دس بارہ سانپ دیکھے جو اپنے پھن اٹھائے زور زور سے پھنکار رہے تھے۔ یونانی امیر تو ڈر کر تھیوسانگ کے پیچھے ہو گیا۔ اور کانپتی آواز میں بولا۔

"جلدی سے اپنا منتر پڑھو تھیوسانگ۔ ورنہ یہ سانپ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے"

تھیوسانگ کو ناگ کی وجہ سے سانپوں کی زبان آتی تھی۔ اس نے سانپوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے سانپوں کی زبان میں منہ سے سیٹی ایسی آواز نکال کر کہا۔

"میں عظیم ناگ دیوتا کا بھائی تھیوسانگ ہوں۔ میں یہاں سے یہ خزانہ لینے آیا ہوں۔ کیونکہ اس خزانے کو غریبوں میں تقسیم کرنا ہے۔ اس لیے تم یہاں سے خاموشی سے چلے جاؤ"

سانپوں میں سے ایک سرخ سانپ جس کا پھن سیاہ تھا۔ اور جو سانپوں کا بادشاہ معلوم ہوتا تھا۔ آگے بڑھا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! ہم صدیوں سے اس خزانے کی حفاظت کرتے آ رہے ہیں۔ مگر مجھے تمہارے جسم میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس لیے میں تمہارے حکم کے مطابق اپنے سانپوں کو لے کر یہاں سے جا رہا ہوں۔ مگر عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔ یہ جو تمہارا ساتھی تمہارے پاس کھڑا ہے۔ اس کے جسم سے مجھے بد دیانتی کی بو آ رہی ہے۔ اس سے ہوشیار رہنا۔"

تھیوسانگ نے سانپوں کی زبان میں کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ اگر اس نے بد دیانتی کی تو میں اسے سنبھال لوں گا۔ تم اب یہاں سے چلے جاؤ۔ کیونکہ یہ خزانہ انسانوں کی بھلائی کے کام آنے والا ہے"

سانپ سارے کے سارے وہاں سے چپ چاپ ایک سوراخ میں باری باری گھس کر غائب ہو گئے۔ یونانی امیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو تھیوسانگ کی اس جادوگری پر حیران رہ گیا۔ جب سارے سانپ خزانے کو چھوڑ کر چلے گئے تو یونانی بولا۔

"تھیوسانگ! اب ہمیں جلدی جلدی یہ سارا خزانہ بوریوں میں بھر کر یہاں سے لے جانا چاہیے۔"

تھیوسانگ اس یونانی امیر کی لالچی طبیعت سے واقف تھا۔ مگر وہاں سے خزانہ لے جانا بھی ضروری تھا۔ اس کے لیے وہ دو بوریاں اپنے ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے تیزی سے خزانے کی چھوٹی چھوٹی ہیرے جواہرات اور سونے کی ڈلیوں سے بھری ہوئی تھیلیاں بڑے بوروں میں بھرنی شروع کر دیں۔ جب دونوں بوریاں بھر گئیں اور خزانے کا کمرہ خالی ہو گیا تو انہوں نے ایک ایک بوری کاندھوں پر اٹھائی اور واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ واپسی کا سفر بہت مشکل اور تکلیف دہ تھا۔ یونانی امیر بہت جلد خزانے کے بوجھ سے تھک گیا۔ تھیوسانگ کو تھکن ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے دوسری بوری بھی اٹھا لی اور کسی نہ کسی طرح غار سے خزانہ لے کر باہر آ گئے۔ باہر ان کے گھوڑے موجود تھے۔ انہوں نے خزانہ گھوڑوں پر لادا اور اپنے شہر کورنتھ کی طرف چل پڑے۔

ابھی تک یونانی امیر نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی کہ جس سے تھیوسانگ کو اس کی نیت پر شک ہوتا۔ راستے میں انہیں رات

پڑ گئی۔ تب بھی یونانی امیر نے تھیوسانگ پر حملہ نہ کیا۔ حالانکہ وہ اسے اپنے راستے سے ہٹا کر سارے خزانے پر قبضہ جمانے کے بارے میں برابر سوچ رہا تھا۔ اسی طرح سفر کرتے وہ آخر کورنتھ پہنچ گئے۔ یونانی امیر نے خزانے کو اپنے گھر کی سب سے پچھلی کوٹھڑی میں بند کر دیا۔

تھیوسانگ نے اسے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم اس خزانے کا ساتواں حصہ الگ کر کے اپنے پاس رکھ لو۔ تاکہ باقی کا سارا خزانہ ہم غریبوں، بیواؤں اور یتیموں میں تقسیم کر دیں۔"

بھلا لالچی یونانی کبھی خزانے کو بانٹ سکتا تھا؟ اس نے تھیوسانگ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"بیٹا! اتنی جلدی کیا ہے۔ خزانہ کہیں بھاگا تو نہیں جا رہا۔ دو ایک دنوں میں اس کے حصے کر لیں گے۔ بھائی میں نے اپالو دیوتا کے سامنے قسم کھائی ہے۔ میں اس پر قائم ہوں۔"

مگر یونانی امیر نے اپنے خاص حبشی غلام سے مل کر تھیوسانگ کو اسی رات قتل کر دینے کا منصوبہ تیار کر لیا ہوا تھا۔ تھیوسانگ کو اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔ حبشی غلام یونانی امیر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا خاص غلام تھا۔ جب اس نے اس سے تھیو سانگ کے قتل کی بات کی تو غلام نے کہا۔

"میرے آقا! آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں قانون بڑا سخت ہے۔ اگر کسی طرح پتہ چل گیا تو آپ کی خیر نہیں۔"

یونانی امیر نے غلام کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"تو پھر تم کیا مشورہ دیتے ہو۔ تمہارے خیال میں ایسی کون سی ترکیب ہو سکتی ہے کہ تھیو سانگ مر بھی جائے اور ہم پر کسی کو شک بھی نہ ہو۔"

حبشی غلام نے کچھ سوچنے کے بعد بتایا۔

"یہاں اسی شہر میں ایک بوڑھی یونانی عورت ہے۔ جو ایک ہزار سکے لے کر کام کر دے گی۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" یونانی امیر نے غلام سے پوچھا

غلام نے کہا۔

"اس یونانی جادوگرنی عورت کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ اس نے ایک خونخوار بلی پال رکھی ہے۔ وہ خفیہ طور پر اس بلی سے چوری اور لوگوں کو ہلاک کرنے کا کام لیتی ہے۔ جس کو کسی کو ہلاک کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ وہ اس جادوگرنی عورت کو ایک ہزار سونے کے سکے ادا کرتا ہے اور عورت اپنی بلی کو دشمن کے گھر رات کے اندھیرے میں بھیج دیتی ہے۔ یہ خونخوار بلی دشمن کی گردن کو ادھیڑ کر واپس آجاتی ہے۔ اگر آپ کا حکم ہو تو میں اس یونانی جادوگرنی سے بات کروں؟"

یونانی امیر جلدی سے بولا۔

"فوراً اس سے بات کرو اور اسے تھیو سانگ کسی طرح دکھا بھی دو۔ میں تمہیں سونے کے ہزار سکے دیئے دیتا ہوں۔"

یونانی امیر نے اسی وقت حبشی غلام کو ایک ہزار سونے کے سکے دیئے اور وہ جادوگرنی کے مکان کی طرف روانہ ہو گیا۔

حبشی غلام نے یونانی جادوگرنی کو سارا قصہ بیان کیا۔ ایک ہزار سونے کے سکے ادا کیئے۔ اسی روز جادوگرنی کو تھیو سانگ دکھا بھی دیا گیا۔ یونانی جادوگرنی کو تھیو سانگ کا ایک رومال بھی دیا گیا۔ جو اس نے عنبر بلی کو سنگھا دیا۔ عنبر بلی کے روپ میں آنے کے بعد اگرچہ سب کچھ بھول گیا تھا۔ لیکن تھیو سانگ کے رومال میں سے اسے تھیو سانگ کی خوشبو آئی تو وہ بے تاب سا ہو گیا۔

آدھی رات کا وقت تھا۔ سارا شہر گہری نیند سو رہا تھا۔ تھیو سانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی کمرے کے باہر برآمدے میں چارپائی پر بیٹا عنبر کیٹ
ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ باغ کی دیوار
پھاند کر ایک کالی بلی باغ میں داخل ہوئی۔ یہ بلی عنبر تھا۔
اسے تھیوسانگ کے رومال کی خوشبو سنگھا دی گئی تھی اور
وہ اس کی خوشبو پر تھیوسانگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عنبر
بلی نے چارپائی پر ایک آدمی کو لیٹے ہوئے دیکھا۔ جادوگرنی
کے منتر کا اثر اسے مجبور کر رہا تھا کہ وہ چارپائی پر لیٹے ہوئے
آدمی کی گردن چیر پھاڑ ڈالے۔ مگر تھیوسانگ کی خوشبو اسے
ایسا کرنے سے روک رہی تھی۔

اچانک تھیوسانگ کی بلی پر نظر پڑ گئی۔ اس کو تو عنبر کی
خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ویسے ہی لیٹے لیٹے بلی کو دیکھ
رہا۔ بلی اس کی طرف بڑھی اور غرائی۔ تھیوسانگ کو خیال آیا کہ
شاید بلی بھوکی ہے۔ وہ اٹھا کہ بلی کو اندر سے دودھ لاکر ڈا
اسے اٹھتا دیکھ کر بلی پر جادوگرنی کے منتر کا زور ہوا۔ اور
اس نے تھیوسانگ پر چھلانگ لگا دی۔ تھیوسانگ کے جسم پر گر
ہی بلی کو تھیوسانگ کی خوشبو آئی تو وہ فوراً پیچھے ہٹ گئی۔ تھیو
بھی ایک طرف ہو گیا تھا۔

وہ تعجب سے بلی کو تک رہا تھا۔ اسے تھوڑا سا شک
ضرور ہوا کہ ممکن ہے یہ بلی آدم خور بن گئی ہو۔ دوسرے کم

کے دروازے کے پیچھے یونانی امیر اور غلام چھپ کر یہ سارا منظر
دیکھ رہے تھے۔ بلی غرائی اور پھر قریب آ کر تھیوسانگ کے پاؤں
پر اپنا سر رگڑنے لگی۔ تھیوسانگ نے بلی کو پیار کیا۔ بلی بھاگ
گئی۔ یونانی امیر اور حبشی غلام ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

"یہ کیسے ہو گیا؟ بلی نے تو اسے کچھ نہیں کہا۔"

یونانی امیر نے غصے میں سرگوشی کی۔ غلام نے آہستہ سے
کہا۔

"جادوگرنی سے ضرور کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ میرے آقا
میں صبح اس کے پاس جاؤں گا۔"

دوسرے دن حبشی غلام سیدھا جادوگرنی کے پاس آیا اور
اسے رات کا سارا واقعہ بیان کیا۔ یونانی جادوگرنی بھی بہت حیران
ہوئی۔ کہنے لگی۔

"آج تک میری بلی نے کسی دشمن کو زندہ نہیں چھوڑا
مگر اس بلی کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ تم فکر نہ کرو۔
میں آج رات پھر بلی کو بھیجوں گی۔"

مگر دوسری رات بھی عنبر بلی نے تھیوسانگ کو کچھ نہ کہا اور
اس کو پیار کرتی رہی۔ یونانی امیر نے تنگ آ کر جادوگرنی سے
آدھے سونے کے سکے واپس لے لیے۔ اور حبشی غلام سے
کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب تھیوسانگ کو تم قتل کرو گے۔ میں تمہیں دو ہزار سونے کے سکّے دوں گا اور خزانے میں سے بھی ایک حصہ تمہیں انعام میں دوں گا۔"

حبشی غلام لالچ میں آ گیا۔ اس نے تھیوسانگ کو قتل کرنے کی حامی بھر لی۔ اس رات تھیوسانگ کے دل میں ایک مدت کے بعد سونے کا خیال آ گیا۔ اور وہ سچ مچ رات کو سو گیا۔ جب وہ گہری نیند سو رہا تھا اور شہر پر رات کا سناٹا چھایا تھا تو حبشی غلام منہ سر لپیٹے ہاتھ میں خنجر لیے تھیوسانگ کی چارپائی کی طرف آیا۔

تھیوسانگ گہری نیند سو رہا تھا۔ حبشی غلام نے قریب آ کر خنجر والا ہاتھ اوپر اُٹھایا اور ایک دم خنجر اِس کے سینے میں گھونپ دیا۔ خنجر کے لگتے ہی تھیوسانگ کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے اپنے قاتل کی کلائی پکڑ لی۔ حبشی غلام نے کلائی چھڑانے کی کوشش کی۔ مگر بھلا وہ تھیوسانگ کی طاقت کا کہاں مقابلہ کر سکتا تھا۔ تھیوسانگ نے حبشی غلام کو نیچے گرا لیا اور اس کے منہ کی چادر اتار کر پھینک دی۔ تھیوسانگ نے حبشی غلام کو پہچان لیا۔ حبشی غلام نے اپنے آپ کو چھڑا کر بھاگنے کی کوشش کی مگر وہ یہ دیکھ کر ڈر گیا تھا کہ خنجر ابھی تک تھیوسانگ کے سینے میں کھُبا ہوا تھا مگر نہ تو تھیوسانگ کو کوئی تکلیف ہو رہی تھی اور نہ زخم والی جگہ سے خون نکل رہا تھا۔ پھر تھیوسانگ نے اپنے سینے سے خنجر نکال کر سرہانے کے نیچے رکھ دیا۔ تھیوسانگ کے سینے کا زخم آہستہ آہستہ اپنے آپ ہی بند ہو گیا تھا۔ حبشی غلام نے بھاگنے کی کوشش کی اور وہ تھیوسانگ کے گھٹنے کے نیچے سے نکل کر دوسری طرف کھِسکا ہی تھا کہ تھیوسانگ نے اپنی انگلی حبشی کی گردن کے ساتھ لگا دی۔

حبشی غلام ایک سیکنڈ میں چھوٹا انگلی جتنا ہو گیا۔ وہ بوکھلا سا گیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے چھوٹے سے جسم کو دیکھنے لگا۔ تھیوسانگ نے اِسے اُٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے یونانی امیر نے بھیجا ہو گا۔ باقی رات تھیوسانگ نے جاگ کر گزار دی۔ صبح ہوئی تو تھیوسانگ کو زندہ دیکھ کر یونانی امیر کو بڑی حیرانی ہوئی۔ مگر اس نے اپنی حیرانی کو بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔ جب اسے حبشی غلام بھی کہیں نظر نہ آیا۔ تو اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ تھیوسانگ نے پوچھا۔

"تمہارا غلام کہاں چلا گیا ہے؟"

یونانی امیر نے جلدی سے کہا۔

"وہ —— وہ اصل میں رات کو اپنے بھائی سے ملنے دوسرے شہر چلا گیا تھا۔ دو تین دنوں میں آ جائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ جانتا تھا کہ یونانی امیر جھوٹ بول رہا ہے۔ کیونکہ حبشی غلام تو تھیو سانگ کی اندر والی جیب میں بند تھا۔ تھیو سانگ نے یونانی سے کہا کہ اب وہ خزانے کے حصے کر دے۔ یونانی بولا۔

"پرسوں خزانے کو بانٹ لیں گے۔ بس اسے میرا پکا وعدہ سمجھو۔"

تھیو سانگ نے یونانی لالچی کو اور مہلت دے دی۔ وہ خاموش رہا۔ اسے معلوم تھا کہ اب یہ شیطان اسے خود ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا۔ تھیو سانگ اس کے لیے بھی تیار تھا۔ چنانچہ اسی روز شام کے وقت یونانی امیر نے تھیو سانگ کو اپنے ساتھ ٹھنڈا شربت پینے کی دعوت دی۔ یونانی نے اس شربت میں زہر ملا دیا ہوا تھا۔ صرف یونانی امیر کے اپنے گلاس میں زہر نہیں تھا۔ اس نے تھیو سانگ کو گلاس پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ خالص میرے اپنے باغ کے انگوروں کا شربت ہے۔ اسے تم بہت پسند کرو گے۔"

تھیو سانگ پر بھلا زہر کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ اس نے کہا۔

"اس میں سے تھوڑا شربت تم نہیں پیو گے؟"

یونانی نے گھبرا کر جلدی سے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔ مہمانوں کے گلاس سے ہم شربت نہیں پیا کرتے۔ تم خود ہی اسے پیو گے۔"

تھیو سانگ نے گلاس اٹھایا اور منہ کے قریب لے گیا۔ یونانی بے چینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ شربت میں ایسا زبردست زہر ملایا گیا تھا کہ جس کے پیتے ہی انسان پھڑک کر مر جاتا تھا۔ تھیو سانگ نے گلاس کو ہونٹوں سے لگایا اور غٹا غٹ سارا شربت پی گیا۔ جب اس نے گلاس ختم کر لیا تو یونانی امیر بڑا خوش ہوا۔ تھیو سانگ نے پوچھا۔

"تم مجھے شربت پیتا دیکھ کر اتنے خوش کیوں ہو رہے ہو؟"

یونانی امیر بولا۔

"اس لیے کہ ہم اپنے مہمانوں کو انگور کا شربت پلا کر بہت خوش ہوتے ہیں۔"

یونانی امیر یہ دیکھ کر کچھ پریشان سا ہو رہا تھا کہ زہر کا ابھی تک تھیو سانگ پر معمولی سا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"کیا تم اپنے مہمانوں کو شربت میں زہر ڈال کر بھی پلاتے ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یونانی امیر کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ وہ بوکھلا کر بولا۔

"یہ ——— یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

تھیوسانگ نے گلاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس گلاس میں جو شربت تھا۔ اس میں بڑا خطرناک زہر تھا۔ وہ زہر سارے کا سارا میرے جسم میں داخل ہو چکا ہے۔ میں نے یہ زہر تمہارے سامنے اس لیے پی لیا ہے کہ تم پر یہ ثابت کر سکوں کہ تمہارا کوئی بھی حربہ کامیاب نہیں ہو گا۔ اور تم مجھے کسی ترکیب سے بھی ہلاک نہ کر سکو گے۔"

یونانی امیر نے قسم کھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے دیوتاؤں کی قسم ہے۔ میں نے شربت میں زہر نہیں ڈالا تھا۔"

زہر والا شربت گلاس میں تھوڑا سا باقی بچا رہ گیا تھا۔ تھیوسانگ نے گلاس اٹھا کر یونانی کی طرف بڑھایا اور کہا۔

"اگر اس میں زہر نہیں تھا تو کیا تم اس آدھے گھونٹ شربت کو پی کر دکھاؤ گے؟"

یونانی امیر کا رنگ زرد ہو گیا۔ تھیوسانگ نے گرج دار آواز میں کہا۔

"تم چپ کیوں ہو۔ تمہارا رنگ کیوں اڑ گیا ہے۔ اگر اس میں تم نے زہر نہیں ملایا تھا تو پھر تم اسے پیتے ہوئے ڈر کیوں رہے ہو؟ لو اسے پی کر دکھاؤ!"

یونانی امیر بولا۔

"تم مجھ پر جھوٹا الزام لگا رہے ہو۔ میں یہ گھونٹ اس لیے نہیں پی رہا کہ ہمارے مذہب میں کسی کا اور خاص طور پر مہمان کا جھوٹا پانی یا شربت پینا منع ہے۔"

تھیوسانگ نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ کہا۔

"اور تمہارے مذہب میں یہ جائز ہے کہ تم اپنے مہمان کے گلاس میں زہر ملا دو؟ تمہارا پول کھل چکا ہے۔ میرے پاس اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ تم نے مجھے اس سے پہلے اپنے غلام کو بھیج کر ہلاک کروانے کی کوشش کی تھی۔"

یونانی امیر نے بھی بلند آواز میں کہا۔

"کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟ دکھاؤ مجھے۔"

تھیوسانگ نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم اپنے ثبوت کو دیکھ نہیں سکو گے۔ لیکن تم
اپنے ثبوت کو پہچان ضرور لو گے۔"
اس کے ساتھ ہی تھیوسانگ نے قمیض کی اندر والی جیب
سے انگلی کے برابر حبشی غلام کو نکال کر میز پر رکھ دیا۔
حبشی غلام پھدک پھدک کر
اپنی کمزور پتلی سی آواز میں چیخ رہا تھا۔ یونانی امیر نے فوراً
اسے پہچان لیا کہ یہ اس کا ہی غلام ہے مگر وہ دہشت زدہ
ہو گیا تھا۔ کہ اسے کس نے اتنا چھوٹا سا بنا دیا۔ تھیوسانگ
نے حبشی غلام کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور بولا۔
"سچ سچ بتاؤ تمہیں خنجر دے کر مجھے مارنے
کے لیے کس نے بھیجا تھا؟"
حبشی غلام کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ ہاتھ باندھ کر بولا۔
"اگر میں سچ سچ بتا دوں تو کیا تم میری جان
بخشی کر دو گے؟ مجھے پھر سے بڑا بنا دو گے؟"
تھیوسانگ نے کہا۔
"ہاں میں وعدہ کرتا ہوں۔"
حبشی غلام نے یونانی امیر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔
"مجھے اس نے تمہیں ہلاک کرنے کے لیے
بھیجا تھا۔"

یہ سنتے ہی پہلے تو یونانی امیر ایک دم چپ سا ہو کر
رہ گیا۔ پھر سٹپٹا کر بولا۔
"یہ بکواس کرتا ہے۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔"
تھیوسانگ نے کہا۔
"سچ تو صرف تم ہی بولتے ہو۔"
تھیوسانگ نے حبشی غلام کو زمین پر کھڑا کر دیا اور
اس کی گردن کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔ حبشی غلام ایک
پل میں پھر سے جوان اور بڑا ہو گیا۔
"یونانی امیر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔"
"یہ — یہ میں کیا جادوگری دیکھ رہا ہوں؟" وہ
بڑبڑایا۔
تھیوسانگ نے کہا۔
"یہ جادوگری تمہاری سمجھ میں اس وقت
بھی نہیں آ سکے گی جب میں تمہیں بھی چھوٹی انگلی
کے برابر کر دوں گا۔"
یونانی امیر نہیں نہیں کرتا اٹھ کر بھاگا۔ مگر تھیوسانگ
نے اس پر چھلانگ لگا کر اسے زمین پر گرا دیا۔ اور
اس کی گردن کے ساتھ اپنی انگلی لگا دی۔ یونانی امیر دیکھتے
دیکھتے ننھا سا بن کر رہ گیا۔ اور زور زور سے اچھلنے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شور مچانے لگا۔ تھیوسانگ نے حبشی غلام کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اسے اپنے نقلی آقا کو لے جا کر سب سے گہرے تہہ خانے میں بند کر دے۔"

حبشی غلام نے انگلی کے برابر یونانی امیر کو زمین پر سے اٹھایا ہی تھا کہ تھیوسانگ پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"نہیں۔ اس کو ابھی میں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ تم جا کر اپنا کام کرو۔"

حبشی غلام چلا گیا۔ تھیوسانگ نے یونانی امیر کو ایک ڈبی میں بند کر کے ڈبی میں ہوا کے لیے سوراخ کر دیئے اور پھر اسے ایک الماری میں رکھ دیا۔ حبشی غلام کو اتنا علم تھا کہ اس مکان کی سب سے پچھلی کوٹھڑی میں بے پناہ خزانہ دو بوریوں میں پڑا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ تھیوسانگ کے پاس زبردست جادو کی طاقت ہے اور اسے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ اب اس نے اس کا توڑ یہی سوچا کہ جا کر یونانی جادوگرنی سے بات کرے۔ وہ بازار سے سودا لانے کے بہانے سیدھا یونانی جادوگرنی کے مکان پر آ گیا۔ جب اس نے ساری بات جادوگرنی کو بتائی تو وہ سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"اب میں سمجھ گئی ہوں کہ میری بلی اس تھیوسانگ کے بچے کو کیوں نہیں ہلاک کر سکی۔ اس کے پاس کوئی جادو ہے۔"

حبشی غلام کہنے لگا۔

"حالانکہ اس کے پاس خزانہ بھی ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے خزانہ دیکھا ہے۔ یہ اتنا قیمتی خزانہ ہے کہ اگر ہمیں مل گیا تو ہماری سات پشتیں عیش کریں گی۔ کسی کو محنت مزدوری اور غلامی کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ تمہیں بھی اس بلی کے ذریعے خون ریزی سے نجات مل جائے گی۔"

جادوگرنی سوچ میں پڑ گئی۔ کافی دیر سوچنے کے بعد بولی۔

"اس نے تمہیں چھوٹا کس طرح کیا تھا؟"

حبشی غلام نے جواب میں کہا۔

"تھیوسانگ نے اپنے دائیں ہاتھ کی سیدھی انگلی میری گردن سے لگائی تھی۔ بس میں فوراً ہی چھوٹا سا بن گیا۔ اسی طرح اس نے میرے آقا کو بھی چھوٹا کر کے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔"

جادوگرنی بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ حبشی غلام نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پوچھا۔

"خالہ! کیا تمہارے پاس ایسا کوئی جادو نہیں ہے کہ جس سے تم تھیوسانگ کی طاقت ختم کر سکو؟"

جادوگرنی بولی۔

"یہی تو مصیبت ہے۔ میرے پاس چھوٹے موٹے ٹونے ٹوٹکے ہی ہیں۔ اتنا زبردست جادو کا منتر نہیں ہے۔ مگر تم فکر نہ کرو۔ میں آج رات ایک عمل کرکے اپنی استادنی ڈائینی کی بدروح کو بلاتی ہوں۔ وہ مجھے ضرور کوئی نہ کوئی ایسا منتر بتادے گی کہ جس کی مدد سے ہم تھیوسانگ سے نجات حاصل کرکے خزانے پر قبضہ کرلیں گے۔ تم اب جاؤ اور کل اسی وقت میرے پاس آنا۔"

حبشی غلام واپس چلا گیا۔ اسی رات یونانی جادوگرنی نے کمرے کے اندر آگ جلا کر اس میں انسانی ہڈیوں کو ڈال کر منتر پڑھنا شروع کر دیئے۔ وہ رات کے دو بجے تک اپنی استادنی ڈائینی کی بدروح کو بلانے کے لیے منتر پڑھتی رہی۔ ٹھیک دو بجے رات جب شہر پر سناٹا چھا رہا تھا۔ جادوگرنی نے اپنا منتر ختم کر دیا۔ آگ بجھ چکی تھی۔ اس میں سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھ رہا تھا۔ پھر اچانک دھوائیں میں ایک عورت کی ڈراؤنی شکل نمودار ہوئی۔ یہ ایک ایسی عورت کی شکل تھی۔ جس کے بال کھلے تھے۔ اور دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ یونانی جادوگرنی نے سر جھکا دیا اور بولی۔

"ڈائینی کی بدروح کا آنا مبارک ہو۔"

ڈائینی کی بدروح نے ایک ہلکا سا مکروہ قہقہہ لگایا اور کھڑکھڑاتی آواز میں بولی۔

"تم نے مجھے کیوں بلایا ہے مکار عورت؟"

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالی چھپکلی

جادوگرنی نے کہا۔

"میری پیاری استانی! اس وقت میں عجیب مصیبت میں مبتلا ہوں"

اور پھر یونانی جادوگرنی نے ڈائنی کی بدروح کو شروع سے لے کر آخر تک ساری بات بیان کر دی۔

ڈائنی کی بدروح نے ایک اور ہلکا سا قہقہہ لگایا اور بولی۔

"تھیوسانگ اس دنیا کی مخلوق نہیں ہے۔ تو اس پر اپنے جادو سے قابو نہیں پا سکتی"

یونانی جادوگرنی نے عاجزی سے عرض کی۔

"اے عظیم بدروح! کیا تمہارے پاس بھی کوئی ایسا جادو نہیں ہے کہ جس سے میں تھیوسانگ کو اپنے راستے سے ہٹا سکوں؟"

ڈائنی کی بدروح نے کہا۔

"ایسا کوئی جادو میرے پاس نہیں ہے لیکن میں تمہیں ایک گر کی بات بتا سکتی ہوں"

جادوگرنی نے بے تابی سے کہا۔

"ضرور بتاؤ میری استانی۔ میں تیرے نام کے بارہ کالے بکرے دوں گی"

ڈائنی کی بدروح نے کہا۔

"سن شیطان عورت! اگر تو کسی طرح تھیوسانگ کے سیدھے ہاتھ کی کوئی انگلی کاٹ ڈالنے میں کامیاب ہو جائے تو تھیوسانگ اسی وقت مر جائے گا۔ بس یہی تھیوسانگ کی موت کا راز ہے جو میں نے تمہیں بتا دیا۔ اب میں جاتی ہوں۔ اور خبردار پھر مجھے مت بلانا"

ایک قہقہہ لگا کر ڈائنی کی بدروح غائب ہو گئی۔

یونانی جادوگرنی باقی رات یہی سوچتی رہی کہ تھیوسانگ کے سیدھے یعنی دائیں ہاتھ کی انگلی وہ کیسے کاٹنے میں کامیاب ہو سکتی ہے؟ اس سلسلے میں حبشی غلام اس کی بہت مدد کر سکتا تھا۔ وہ اس کا انتظار کرنے لگی۔ دن چڑھا تو حبشی غلام بھی آگیا۔ جادوگرنی نے اسے بتایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میری استادنی نے بتایا ہے کہ اگر ہم کسی طرح تھیوسانگ کے سیدھے ہاتھ کی کوئی بھی انگلی کاٹ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو تھیوسانگ فوراً مر جائے گا۔ پھر ہم دونوں خزانے کے مالک بن جائیں گے۔"

حبشی غلام نے فوراً کہا۔

"یہ کون سی مشکل بات ہے۔"

پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"لیکن جہاں تک میرا خیال ہے۔ تھیوسانگ کبھی نہیں سوتا۔ وہ رات کو بھی جاگتا رہتا ہے۔ وہ بڑا ہوشیار ہے۔ اب تو اور زیادہ چوکس ہو گیا ہے۔ اس کی انگلی کاٹنا آسان کام نہیں لگتا۔"

یونانی جادوگرنی نے حبشی غلام کو برا بھلا کہا اور بولی۔

"تم کیسے آدمی ہو۔ تم سے یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ خنجر اپنے پاس رکھو اور موقع پاتے ہی تھیوسانگ کی انگلی کاٹ ڈالو۔"

حبشی غلام سر کھجاتے ہوئے بولا۔

"یہی تو مشکل ہے۔ تھیوسانگ ایسا موقع کبھی نہیں دے گا۔ وہ ہر وقت مجھ سے خبردار رہتا ہے۔ وہ تو اب کسی کو اپنے قریب بھی نہیں آنے دیتا۔"

جادوگرنی سوچ میں گم ہو گئی۔ وہ پیٹھ پر دونوں ہاتھ رکھے ٹہلنے لگی۔ کچھ دیر بے چینی سے ٹہلنے کے بعد رکی اور حبشی غلام کی طرف دیکھ کر بولی۔

"میں تمہیں ایک انگوٹھی دیتی ہوں۔ یہ جادو کی انگوٹھی ہے۔ اس پر میں منتر پڑھ کر پھونک دوں گی۔ تم اسے تھیوسانگ کو دے کر کہنا کہ یہ خوش قسمتی کی انگوٹھی ہے جو کوئی اسے سیدھے ہاتھ پہنے اس کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے تھیوسانگ اس فریب میں آ جائے۔ اگر اس نے یہ انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی تو اس انگوٹھی پر کئے گئے جادو کے اثر سے انگوٹھی پہننے کے ایک گھنٹہ بعد وہ انگلی جل کر ہاتھ سے الگ ہو جائے گی۔ جس میں یہ انگوٹھی پہنی گئی ہو گی۔"

حبشی غلام خوش ہو کر بولا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ میں تھیوسانگ کو انگوٹھی پہنا دوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گا تم مجھے انگوٹھی دے دو۔"

جادوگرنی اندر گئی اور ایک چاندی کی انگوٹھی لے آئی۔ جس پر ایک خوب صورت سیاہ رنگ کا ہیرا لگا ہوا تھا۔ جادوگرنی نے اس پر کچھ منتر پڑھ کر پھونکے اور بولی۔

"یہ لو انگوٹھی۔ اب اس میں جادو کی تاثیر آگئی ہے جو کوئی اسے اپنی انگلی میں پہنے گا۔ ایک گھنٹہ بعد وہ انگلی ہاتھ سے الگ ہو جائے گی۔ اب تھیوسانگ کو انگوٹھی پہنانا تمہارا کام ہے۔"

حبشی غلام بولا۔

"تم فکر ہی نہ کرو خالہ۔ میں آج ہی اسے انگوٹھی پہنا دوں گا۔ تم دیکھ لینا آج سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے وہ مر چکا ہو گا۔"

حبشی غلام خوشی خوشی انگوٹھی جیب میں ڈال کر اپنے مالک کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بازار سے اس نے کچھ سبزی وغیرہ بھی خرید لی تھی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے دیکھا کہ تھیوسانگ اپنے کمرے میں بیٹھا خزانے کے جوا اور سونے کی ڈلیوں کا حساب لکھ رہا ہے۔ دو تھیلیاں اس کے سامنے تخت پر کھلی پڑی تھیں۔ اس نے حبشی غلام کی طرف دیکھا اور بولا۔

"کل میں اس خزانے کو غریبوں میں بانٹ دینا چاہتا ہوں۔ تم آج شام مجھے بتاؤ گے کہ شہر میں غریب، یتیم اور بیوائیں کون کون سی ہیں۔ اور یہ لوگ کہاں کہاں رہتے ہیں۔"

حبشی غلام نے سر جھکا کر کہا۔

"جو حکم میرے آقا۔"

اور حبشی غلام باورچی خانے میں چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تھیوسانگ کے لیے خاص قہوہ تیار کر کے لے گیا۔ تھیوسانگ نے تھیلیوں کے منہ بند کر دیئے۔ اور قہوے کی پیالی کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

"تم میری بڑی خدمت کرتے ہو۔ میں تمہیں اپنے حصے میں سے بھی آدھا خزانہ دے دوں گا۔ اب تمہیں خوش ہو جانا چاہیئے۔"

حبشی غلام تو پورے خزانے پر نگاہیں لگائے ہوئے تھا۔ اس نے سر جھکا دیا اور بولا۔

"آپ کی نوازش ہے حضور۔"

پھر کہنے لگا۔

"کل رات مجھے میرے پیر و مرشد ملنے آئے تھے۔ انہوں نے مجھے تحفے کے طور پر یہ انگوٹھی دی ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے پیر و مرشد بہت بڑے بزرگ ہیں۔"

تھیوسانگ کو حبشی غلام نے جیب سے انگوٹھی نکال کر دکھائی۔ چاندی کی انگوٹھی میں سیاہ ہیرا لگا ہوا تھا۔ سیاہ ہیرا کہیں کہیں ہی ملتا ہے۔ تھیوسانگ نے انگوٹھی کو اپنے ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھا۔ کہنے لگا۔

"انگوٹھی تو بڑی خوب صورت ہے۔"

حبشی غلام نے کہا۔

"میرے آقا میرے پیر مرشد نے مجھے انگوٹھی دیتے وقت یہ بھی کہا تھا۔ جو شخص اس انگوٹھی کو اپنے سیدھے ہاتھ میں ایک دن کے لیے پہنے گا اس کی ہر خواہش پوری ہو جائے گی۔"

تھیوسانگ کو خیال آ گیا کہ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو وہ اسے ضرور پہنے گا۔ ممکن ہے اس طرح عنبر ناگ کیٹی اور ماریا سے اس کی ملاقات ہو جائے۔ مگر اس نے زیادہ اشتیاق کا اظہار نہ کیا۔ حبشی غلام بولا۔

"میرے آقا! آپ اگر اسے ایک دو روز کے لیے پہننا چاہیں تو پہن لیجئے۔ یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ جو بھی خواہش کریں گے وہ پوری ہو جائے گی۔"

تھیوسانگ نے سوچا کہ انگوٹھی پہن لینے میں کیا حرج ہے۔ چنانچہ اس نے حبشی غلام سے لے کر انگوٹھی اپنے سیدھے ہاتھ کی انگلی میں پہن لی۔ انگوٹھی پہنتے وقت اس کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ جس کو تھیوسانگ نے یہ سوچ کر ذہن سے نکال دیا کہ چونکہ انگوٹھی چاندی کی ہے اور چاندی کا اس کے جسم پر اثر ہوتا ہے۔ یہ جھٹکا اسے اسی لیے لگا تھا جب کہ حقیقت یہ تھی کہ یہ انگوٹھی اس کی موت کا باعث بن سکتی تھی۔ اس لیے تھیوسانگ کے جسم نے فوراً ردِ عمل ظاہر کر کے اسے خبردار کیا تھا کہ ایک خوف ناک بات ہونے والی ہے۔ مگر تھیوسانگ نے کوئی خیال نہ کیا۔ اصل میں اسے بھی کبھی یہ وہم نہیں ہو سکتا تھا کہ حبشی غلام جو انگوٹھی لایا ہے وہ اس کی انگلی کو جڑ سے الگ کر دے گی۔

تھیوسانگ نے انگوٹھی اپنے سیدھے ہاتھ میں پہن لی۔ حبشی غلام اسے انگوٹھی پہنتے دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور واپس باورچی خانے میں چلا گیا۔

اب وہ ایک ایک سیکنڈ کر کے وقت گزارنے لگا۔ باورچی خانے میں بھی ریت کی گھڑی پڑی تھی۔ جس پہ ایک پہر یعنی ایک گھنٹے کے گزر جانے کا فوراً علم ہو جاتا تھا۔ حبشی کھانا پکاتے ہوئے اس گھڑی کو بار بار دیکھ لیتا تھا۔ شیشے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی بوتل میں گر رہی تھی۔ وقت گزر رہا تھا۔ وہ کسی بہانے باہر جا کر تھیوسانگ کو بھی دیکھ لیتا تھا کہ اس نے کہیں انگوٹھی اتار تو نہیں دی۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا۔ تھیوسانگ نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن رکھی تھی۔ اور اب وہ میز کرسی پہ بیٹھا رجسٹر پر حساب کتاب لکھ رہا تھا۔ شاید وہ خزانے سے الگ حصے کر رہا تھا۔ کہ کون سا حصہ یتیموں کو دینا ہو گا۔ کون سا حصہ غریبوں اور بیواؤں کو جائے گا؟

دوسری طرف ایسا ہوا کہ عنبر بلی کی شکل میں جادوگرنی کے مکان میں بیٹھا دودھ پی رہا تھا کہ اچانک اس کی طبیعت بے چین ہونا شروع ہو گئی۔ یہ دل کا دل سے اثر تھا۔ یعنی ایک طرح کی ٹیلی پیتھی تھی۔ چونکہ تھیوسانگ ان جانے میں اپنی موت کے قریب جا رہا تھا۔ اس لیے عنبر بلی کے روپ میں بھی اس کا اثر ہونا شروع ہو گیا۔ وہ بے چینی سے سر اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ عنبر کو صرف یہ یاد تھا کہ وہ بلی ہے اور جادوگرنی کے حکم کی پابند ہے۔ جادوگرنی نے بھی دیکھا کہ بلی نے دودھ پینا چھوڑ دیا ہے اور بے چینی سے اِدھر اُدھر چکر لگا رہی ہے۔ مگر اس نے کوئی خیال نہ کیا اور اپنے کمرے سے باہر نکل گئی۔

عنبر بلی کی جب بے چینی بڑھی تو وہ تیزی سے چھلانگ لگا کر مکان کی دیوار پھاند کر بازار میں آ گئی۔ اسے اب تھیوسانگ کے رومال کی خوشبو آنے لگی تھی۔ اس نے تھیوسانگ کے گھر کی طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ عنبر بلی جتنی تیزی سے دوڑ سکتی تھی دوڑتی چلی گئی۔ جب وہ دیوار پھاند کر تھیوسانگ کے مکان کے صحن میں کودی تو اس نے دیکھا کہ تھیوسانگ کرسی پہ سر جھکائے بیٹھا کاغذ پہ کچھ لکھ رہا ہے۔ اس کے پاس ہی موت خاموش کھڑی مسکرا رہی ہے۔ عنبر بلی کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اس کو احساس تک نہیں تھا کہ وہ تھیوسانگ کی کیوں مدد کرنا چاہتا ہے۔ موت کو تھیوسانگ کے پاس کھڑی دیکھ کر بلی کے حلق سے عجیب سی ڈراؤنی آواز نکل گئی۔ اس آواز پر تھیوسانگ نے چونک کر بلی کی طرف دیکھا۔ اس نے بلی کو پہچان لیا۔ یہ وہی بلی تھی جو اس سے پہلے بھی تھیوسانگ کے پاس آئی تھی۔ اور جس نے اس کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔

تھیوسانگ اپنے قریب کھڑی موت سے بالکل بے خبر تھا۔ حبشی غلام اس وقت کچن میں برتن دھو رہا تھا۔ وہ دو بار تھیوسانگ کو دیکھ کر یہ تسلی کر چکا تھا کہ انگوٹھی تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی انگلی میں ہی ہے۔ اب اس کے حساب سے تھیوسانگ کے مرنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔ موت کا ہاتھ تھیوسانگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ بلی تھیوسانگ کے گرد چکر لگانے لگی۔ اور پھر اس نے دیکھا کہ جو موت تھیوسانگ کے پاس کھڑی ہے اس نے جھک کر تھیوسانگ کے انگوٹھی والے ہاتھ کی طرف دیکھا اور مسکرائی۔ یہ موت کی مسکراہٹ تھی۔ ایک مدت کے بعد وہ تھیوسانگ کی جان قبض کرنے کو بالکل تیار تھی۔ کہ اچانک بلی اپنی جگہ سے اچھلی اور چھلانگ لگا کر تھیوسانگ کے سیدھے ہاتھ پر گری اور اس کی انگوٹھی والی انگلی اپنے منہ میں لے لی۔ تھیوسانگ نے گھبرا کر انگلی کو جھٹکا۔ بلی تڑپ کر پیچھے گری اور تھیوسانگ نے دیکھا کہ بلی اس کی انگلی کی انگوٹھی اپنے ساتھ ہی لے گئی تھی۔ موت ایک دم غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ حیران ہوا کہ یہ کیا ہوا کہ بلی اس کے ہاتھ کی انگوٹھی اتار کر لے گئی ہے۔ وہ بلی کی طرف بھاگا مگر بلی دیوار پھاند کر جا چکی تھی۔ عنبر بلی نے یہ سب کچھ خوشبو کی وجہ سے کیا تھا۔ جو اسے تھیوسانگ کے جسم سے آ رہی تھی۔ اور جو اسے تھیوسانگ کی مدد کرنے کو وہاں لے آئی تھی۔ بلی سمجھ گئی تھی۔ کہ تھیوسانگ نے جو انگوٹھی پہن رکھی ہے وہی اس کی موت کی وجہ بننے والی ہے۔ بلی نے موت کو جھک کر انگوٹھی کی طرف دیکھتے ہوئے بھی دیکھ لیا تھا۔

تھیوسانگ اپنی خالی انگلی کو دیکھ رہا تھا۔ وہاں بلی کے دانتوں کی ہلکی سی خراش آ گئی تھی۔ اتنے میں حبشی غلام بھی کچن سے بلی کا شور سن کر باہر آ گیا۔ اس کی نظر تھیوسانگ کی خالی انگلی پر پڑی۔ تو اس کا رنگ اڑ گیا۔

”میرے آقا! انگوٹھی کہاں چلی گئی؟“

تھیوسانگ نے سوچا کہ چونکہ انگوٹھی حبشی غلام کے پیرومرشد کی تھی۔ اس لیے وہ فکرمند ہے۔ اس نے کہا۔

”بھائی میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ آناً فاناً کیا ہو گیا۔ میں یہاں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک بلی دیوار پھاند کر آئی اور اس نے میرے ہاتھ پر چھلانگ لگائی۔ میری انگلی منہ میں ڈالی اور اس سے پہلے کہ میں سنبھل سکتا، اسے پکڑ سکتا وہ انگوٹھی اتار کر بھاگ گئی۔ بھائی مجھے بہت افسوس ہے کیونکہ یہ تمہارے مرشد صاحب کی انگوٹھی تھی۔“

حبشی غلام نے جلدی سے پوچھا۔

”کیا وہ بلی کالی تھی؟“

تھیوسانگ بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سرخ تھیں۔"

"ہاں کالی بلی تھی اور اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔"

حبشی غلام سمجھ گیا کہ یہ جادوگرنی کی بلی کے سوائے اور کوئی بلی نہیں ہو سکتی۔ بولا۔

"میں اس بلی کو جانتا ہوں۔ یہ ہمارے ایک ہمسائے کی بلی ہے۔ میں ابھی اسے پکڑ کر لاتا ہوں۔"

حبشی غلام نے برتن وہیں پھینکے اور مکان سے باہر بھاگ گیا۔

عنبر بلی منہ میں موت کی انگوٹھی پکڑے گلیوں بازاروں میں بھاگتی ایک باغ میں آ گئی۔ باغ میں ایک ویران کنواں تھا۔ عنبر بلی نے وہ انگوٹھی اس کنوئیں میں پھینکی اور تیزی سے دوڑتی ہوئی جادوگرنی کے مکان میں آ کر اپنی جگہ پر چپ چاپ بیٹھ گئی۔ اسے گھر سے جاتے ہوئے بھی جادوگرنی نے نہیں دیکھا تھا اور آتے ہوئے بھی نہ دیکھ سکی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں جادو کا کوئی منتر یاد کر رہی تھی کہ حبشی غلام نے زور سے دروازے پر دستک دی۔

جادوگرنی نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ تو حبشی غلام گھبرایا ہوا بولا۔

"غضب ہو گیا خالہ۔ تمہاری بلی وہ انگوٹھی تھیوسانگ کی انگلی سے اتار کر لے گئی ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" جادوگرنی نے تعجب سے کہا۔ "میری بلی تو صبح سے اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی ہے۔"

حبشی غلام نڈھال سا ہو کر بیٹھ گیا اور بولا۔

"خالہ تھیوسانگ نے جو بلی کا حلیہ بتایا ہے۔ وہ تمہاری بلی کا ہی ہے۔ کالی سیاہ اور سرخ آنکھیں تم اس کا معائنہ کرو۔ انگوٹھی ضرور اس نے نگل لی ہے۔"

جادوگرنی جلدی سے باہر برآمدے میں گئی۔ عنبر بلی خاموشی سے اپنی جگہ پر آنکھیں ذرا سی کھولے مزے سے پڑی تھی۔ جادوگرنی نے جاتے ہی اسے گردن سے پکڑا اور اندر لے گئی۔ پھر اس نے بلی کو زمین پر سیدھا لٹا دیا پہلے اس کا منہ کھول کر دیکھا۔ انگوٹھی بلی کے منہ میں نہیں تھی۔ پھر اس نے بلی کے پیٹ کو زور زور سے انگلیوں سے ٹٹولا۔ انگوٹھی بلی کے پیٹ میں بھی نہیں تھی۔ اس نے حبشی غلام سے کہا۔

"میں نہ کہتی تھی کہ میری بلی ایسا کام کبھی نہیں کر سکتی۔ یہ کارستانی کسی دوسری بلی کی ہے۔ تم فوراً اسے محلے میں تلاش کرو۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو میری قیمتی انگوٹھی تھی۔ اسے میری استادنی ڈائنی کی بد روح نے مجھے دیا تھا۔ اب میں اسے کیا منہ دکھاؤں گی؟"

حبشی غلام سخت مایوسی میں اِدھر اُدھر سر مارنے لگا۔

"خالہ! ہمارے گھر میں کبھی کسی گھر کی بلی نہیں آئی۔ یہ کام تمہاری بلی کا ہی ہے۔"

جادوگرنی نے حبشی غلام کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"تم بکواس کرتے ہو۔ میری بلی پر جھوٹا الزام لگا رہے ہو۔ میری بلی میرے حکم کے بغیر یہاں سے کبھی باہر نہیں گئی۔ جاؤ اور جاکر میری انگوٹھی تلاش کرو۔ نہیں تو میں تم سے پورا پورا ہرجانہ لوں گی۔"

حبشی غلام خاموشی سے سر جھکائے ہوئے اُٹھا اور مکان سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد جادوگرنی کو خیال آیا کہ کہیں یہ کام اس کی بلی کا نہ ہو۔ کیونکہ کوئی دوسری بلی جادو کی انگوٹھی کی طرف نہیں بڑھ سکتی۔ جادوگرنی عنبر بلی کے پاس برآمدے میں آگئی۔ اس کے پاس بیٹھ کر اسے غور سے دیکھا اور بولی۔

"انگوٹھی تم نے اتاری تھی؟"

عنبر بلی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہی۔ جادوگرنی نے کئی بار اپنا سوال دہرایا۔ جب بلی نے کوئی جواب نہ دیا تو اُسے یقین ہو گیا کہ اس کی بلی بے قصور ہے۔ یہ کام کسی دوسری بلی کا ہے۔ جس کو کسی وجہ سے انگوٹھی پسند آگئی ہو گی۔ اور وہ اُچک کر اسے اتار کر لے گئی ہے۔ جادوگرنی نے ایک بار پھر ڈائنی کی بد روح کو بلانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ پتہ چل سکے کہ انگوٹھی کہاں ہے اور اسے کون سی بلی لے گئی ہے۔ جادوگرنی نے رات کے ایک بجے اپنے کمرے میں آگ جلائی۔ اس میں انسانی ہڈیاں ڈالیں اور منتر پڑھنا شروع کر دیئے۔ ایک گھنٹے تک منتر پڑھنے کے بعد آگ بجھ گئی۔ اس میں سے دھواں نکلنے لگا۔ پھر دھوئیں میں جادوگرنی کی استادنی یعنی ڈائنی کی بد روح کی شکل نمودار ہوئی۔ جادوگرنی نے سر جھکا کر خوش آمدید کہا۔ اور بولی۔

"عظیم استادنی کی بد روح! ایک حادثہ ہو گیا ہے۔ تمہاری دی ہوئی انگوٹھی کوئی بلی چھین کر لے گئی ہے۔ ہمیں وہ بلی نہیں مل رہی۔"

ڈائنی کی بد روح نے مکروہ قہقہہ لگایا اور کھڑکھڑاتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز میں بولی۔

"احمق جادوگرنی! جس بلی نے میری انگوٹھی تھیوسانگ کی انگلی سے نکالی تھی وہ تمہاری ہی بلی ہے۔"

جادوگرنی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مگر عظیم بدروح! اس کے پیٹ میں تو انگوٹھی نہیں تھی۔"

بدروح نے کہا۔

"اس بلی نے انگوٹھی تمہارے گھر کے پیچھے جو کنواں ہے اس میں پھینک دی ہے۔"

جادوگرنی کے منہ سے اپنے آپ نکل گیا۔

"اس نے ایسا کیوں کیا؟"

بدروح نے اسے ڈانٹ کر کہا۔

"یہ تو جان اور تیرا کام۔ اب اگر تو نے مجھے پھر بلایا تو میں تیرے گھر کو آگ لگا دوں گی۔"

اور اس کے ساتھ ہی ڈائنی کی بدروح غائب ہو گئی۔ جادوگرنی پہلے تو خوش ہوئی کہ اسے انگوٹھی کا سراغ مل گیا ہے۔ پھر سوچنے لگی کہ کنوئیں میں سے انگوٹھی کیسے نکالے گی۔ خدا جانے وہ کہاں پڑی ہو گی۔

صبح حبشی غلام کو اس نے بلوا کر ساری بات بتائی۔

غلام اُچھل کر بولا۔

"خالہ! میں نے نہ کہا تھا کہ یہ اسی بلی کی کارستانی ہے۔"

جادوگرنی نے کہا۔

"اب اس بک بک کو چھوڑو اور جیسے بھی ہو کنوئیں میں سے انگوٹھی نکالنے کی کوشش کرو کیونکہ اس انگوٹھی کے بغیر ہم تھیوسانگ کا خزانہ حاصل نہیں کر سکتے۔ نہ تھیوسانگ مرے گا اور نہ ہم اس کا خزانہ حاصل کر سکیں گے۔"

حبشی غلام کہنے لگا۔

"میں خود کنوئیں میں اُتر کر انگوٹھی تلاش کروں گا۔"

تھوڑی دیر بعد حبشی اور جادوگرنی پرانے کنوئیں کے پاس کھڑے تھے۔ حبشی غلام رسی لے آیا تھا۔ اس نے رسی اوپر ایک درخت کے ساتھ باندھی اور اسے اپنی کمر کے گرد لپیٹ کر کنوئیں میں اُتر گیا۔ کنوئیں میں پانی گدلا گدلا تھا۔ اس نے پانی میں ڈبکی لگائی اور کنوئیں کی تہہ میں جا کر ریت کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ بہت جلد اس کا سانس پھول گیا۔ اور اس نے سر پانی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باہر نکال لیا۔ وہ دیر تک کنوئیں کے پانی میں غوطے لگاتا اور انگوٹھی تلاش کرتا رہا مگر انگوٹھی اسے نہ مل سکی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انگوٹھی ایک چھوٹے کچھوے نے نگل لی تھی۔ عنبر بلی نے جب انگوٹھی کنوئیں میں پھینکی تو کچھوا کنوئیں کے پانی میں تیر رہا تھا۔ اس نے کوئی شے گرتی دیکھی تو ڈبکی لگا کر اسے منہ میں لے کر فوراً نگل لیا اور پھر کنوئیں کی تہہ میں کنوئیں کی دیوار میں بنے ہوئے اپنے گھر میں چلا گیا۔ حبشی غلام شام تک کنوئیں کے پانی کو کھنگالتا رہا۔ مگر اسے انگوٹھی نہ مل سکی۔

حبشی غلام اور جادوگرنی ایک بار پھر سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ تھیو سانگ کو کیسے راستے سے ہٹا کر خزانے پر قبضہ کیا جائے۔ حبشی غلام کہنے لگا۔

"خالہ! تم ایک بار پھر اس بلی سے تھیو سانگ کی انگلی نوچنے کا کام نہیں لے سکتیں؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اس بلی پر ایسا منتر پڑھو کہ یہ تھیو سانگ کے پاس جائے اور اس کی انگلی نوچ کر لے آئے؟"

جادوگرنی نے جواب میں کہا۔

"تھیو سانگ کے بارے میں مجھے اب اس بلی پر بھروسہ نہیں رہا۔ لگتا ہے کہ تھیو سانگ کی آسیبی شخصیت کا بلی پر اثر ہو گیا ہے۔ وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

حبشی غلام نے ٹھنڈا سانس بھرا اور بولا۔

"تو کیا اتنا بڑا خزانہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا؟"

جادوگرنی گردن اکڑا کر بولی۔

"خزانہ کبھی نہیں ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا۔ میں خود تھیو سانگ کی انگلی کاٹوں گی۔"

حبشی غلام نے خوشی اور حیرت سے جادوگرنی کی طرف دیکھا۔

"مگر خالہ تم یہ کام کیسے کر سکو گی؟"

جادوگرنی نے کہا۔

"یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ تھیو سانگ نے مجھے ابھی تک نہیں دیکھا میں کل صبح تمہارے پاس آؤں گی۔ تم تھیو سانگ سے یہ کہہ کر میرا تعارف کروانا کہ میں تمہاری خالہ ہوں۔ اور دوسرے شہر سے آئی ہوں۔ باقی سارا کام میں خود سنبھال لوں گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حبشی غلام خوش ہوا کہ شاید اس بار جادوگرنی کا تیر نشانے پر بیٹھے۔ دوسرے دن تھیوسانگ نے حبشی غلام کو بلا کر کہا۔

"میں سارا خزانہ آج شام غریبوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے فوری طور پر شہر کے یتیموں اور بیواؤں کی فہرست لا کر دو۔"

حبشی غلام بولا۔

"میرے آقا! آج کل سپارٹا میں ایک خاص میلہ لگا ہوا ہے۔ ہمارے شہر کے اکثر لوگ زیادہ تر بیوہ عورتیں اس میلے میں شریک ہونے کے لیے گئی ہوئی ہیں۔ کیونکہ مشہور ہے کہ بیوہ اگر وہاں جا کر رقص کرے تو اس کے مردہ خاوند کی روح خوش ہوتی ہے۔"

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"یہ میلہ کب ختم ہو گا؟"

حبشی غلام نے کہا۔

"ایک ہفتے بعد ختم ہو جائے گا۔ پھر میں آپ کو تمام بیوہ عورتوں کی فہرست لا کر دے دوں گا۔ آپ خزانہ ان میں بانٹنا شروع کر دیجئے گا۔"

تھیوسانگ بولا۔

"ٹھیک ہے میں ایک ہفتہ انتظار کر لیتا ہوں۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد ہی ایک بوڑھی عورت کالا لباس پہنے مکان میں داخل ہوئی۔ حبشی غلام نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ یہ جادوگرنی تھی۔

"خالہ جان تم کب آئیں۔ آجاؤ آجاؤ۔ تمہارا آنا مبارک ہو۔"

پھر حبشی غلام نے تھیوسانگ سے یہ کہہ کر جادوگرنی کا تعارف کروایا۔

"میرے آقا! یہ میری خالہ جان ہے۔ دوسرے شہر میں اکیلی رہتی ہے۔ یہ بھی بیوہ ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"پھر تو تمہاری خالہ کو بھی اس کا حصہ ملے گا۔"

تھیوسانگ نے جادوگرنی کو سلام کیا۔ جادوگرنی خالہ جان نے تھیوسانگ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دعا دی۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی کی لکیروں پر نظر ڈالی اور بولی۔

"میرے بیٹے تمہاری قسمت میں تو بے پناہ دولت لکھی ہوئی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیو سانگ مسکرا کر بولا۔

"خالہ جان! دولت کبھی میرے پاس ٹھہرتی نہیں۔ بس آتی ہے اور نکل جاتی ہے"

جادوگرنی اصل میں تھیو سانگ کے سیدھے ہاتھ کی انگلیاں دیکھ رہی تھی۔ اگر ان میں سے وہ کسی ایک انگلی کو کاٹ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتی تو وہ دنیا کے سب سے بڑے خزانے کی مالک بن سکتی ہے۔ مگر تھیو سانگ کی انگلی کو کاٹنا آسان کام نہیں تھا۔ پھر بھی جادوگرنی ایک خطرناک منصوبہ ذہن میں لے کر وہاں آئی تھی۔ وہ کالی بلی جان بوجھ کر ساتھ نہیں لائی تھی۔ اور اسے برآمدے کے ستون کے ساتھ زنجیر سے باندھ آئی تھی۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد حبشی غلام اپنی کوٹھڑی میں اور خالہ اپنی کوٹھڑی میں سونے کے لیے چلی گئی۔ تھیو سانگ برآمدے میں ہی سوتا تھا۔ سوتا کہاں تھا بس چارپائی پہ لیٹا جاگتا رہتا تھا۔ وہ اس انتظار میں تھا کہ کب سپارٹا کا میلہ ختم ہو۔ اور بیوہ عورتیں شہر میں واپس آئیں اور وہ ان میں خزانہ بانٹ کر اس شہر سے چلا جائے اور اپنے ساتھیوں کو تلاش کرے۔

رات بڑی اندھیری تھی۔ چاند بھی نہیں نکلا ہوا تھا۔ یونا

میر ابھی تک الماری میں ڈبی میں بند پڑا تھا۔ تھیو سانگ اسے دن میں ایک بار دیکھ لیتا تھا۔ جب رات کافی گزر گئی تو جادوگرنی نے اپنی لکڑی کی صندوقچی میں سے ایک ڈبی باہر نکالی۔ اسے کھولا۔ تو اس میں کالے رنگ کی ایک مکروہ شکل کی چھپکلی لیٹی ہوئی تھی۔ جادوگرنی نے چھپکلی کے سر پہ انگلی رکھی تو چھپکلی نے منہ کھول کر پھنکار ماری۔ جادوگرنی نے اس پر منتر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیئے۔ پہلے تو چھپکلی خاموشی سے لیٹی رہی۔ پھر اس نے حرکت شروع کر دی۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد غصے سے پھنکارنے لگی۔ منتر ختم کرنے کے بعد جادوگرنی نے چھپکلی کو ڈبی میں سے نکال کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور اس کے منہ کے قریب اپنی انگلی لے گئی۔ کالی چھپکلی نے پھنکار مار کر اپنا منہ کھول دیا۔ چھپکلی کے منہ میں آری کی طرح تیز چھوٹے چھوٹے بے شمار دانت تھے۔ جادوگرنی نے منتر پڑھ کر ایک بار پھر پھونکا اور آہستہ سے کہا۔

"کالی چھپکلی! جا۔ باہر برآمدے میں جو آدمی لیٹا ہے۔ اس کے سیدھے ہاتھ کی ایک انگلی کاٹ کر لے آ"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوگرنی نے چھپکلی کو زمین پر رکھ دیا۔ چھپکلی نے آہستہ آہستہ فرش پر چلنا شروع کر دیا۔ اس کا رُخ باہر برآمدے کی طرف تھا۔ جہاں تھیوسانگ چارپائی پر خاموش لیٹا ہوا تھا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

مُردہ دیوتا

تھیوسانگ چارپائی پر چُپ چاپ لیٹا ہوا تھا۔

وہ جاگ رہا تھا اور عنبر کیٹی ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ... جانے وہ کہاں ہوں گے۔ کالی چھپکلی فرش پر رینگتی ہوئی جادوگرنی کی کوٹھڑی سے نکل کر برآمدے کے فرش پر آ گئی تھی اور اب اس کا رُخ تھیوسانگ کی طرف تھا۔ منتر کی وجہ سے اِسے تھیوسانگ کی بُو آ رہی تھی اور وہ بار بار اپنا مکروہ منہ کھول رہی تھی۔ اس کے دانت بے حد تیز تھے۔ وہ تھیوسانگ کے سیدھے ہاتھ کی انگلی کاٹنے آ رہی تھی۔ رینگتے ہوئے وہ تھیوسانگ کی چارپائی کی دائیں جانب آ گئی۔ اتفاق سے تھیوسانگ کا سیدھا ہاتھ نیچے لٹک رہا تھا۔

بڑا سنہری موقع تھا۔ اس کی انگلی کاٹنے کا۔ کالی چھپکلی تیزی سے رینگتی ہوئی تھیوسانگ کے لٹکتے ہوئے ہاتھ کی طرف بڑھی اور پھنکار مار کر اس کی انگلی منہ میں لینے ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی تھی کہ تھیوسانگ نے پھنکار سُن کر ہاتھ اوپر کر لیا اور نیچے دیکھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کوئی سانپ اِدھر آ گیا ہے اور وہ اس سے ناگ کے بارے میں پوچھے گا۔ اس نے فرش پر اندھیرے میں کالی چھپکلی کو دیکھا تو حیران ہوا کہ چھپکلی تو آرام سے گور جایا کرتی ہے۔ پھر اس نے پھنکار کیوں ماری تھی۔ دوسری شک والی بات یہ تھی کہ چھپکلی منہ اوپر اٹھائے اپنی لال لال چھوٹی آنکھوں سے تھیوسانگ کو تک رہی تھی۔ اور ذرا ذرا پھنکار بھی رہی تھی۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ تھیوسانگ پر حملہ کرنے والی ہے۔ تھیوسانگ کو غصہ آ گیا۔ اس کو معلوم تھا کہ چھپکلی سانپ کی نسل میں سے ہوتی ہے۔ اور سانپ کی زبان بھی سمجھ لیتی ہیں۔ اس نے سانپ کی زبان میں چھپکلی سے کہا۔

" کیسی چھپکلی تو مجھ پر حملہ کرنے آئی ہو؟ "

چھپکلی نے جب ایک انسان کو سانپ کی زبان میں بات کرتے سنا۔ تو اس کو پسینہ آ گیا۔ فوراً سمجھ گئی کہ یہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے۔ پھر اس نے چھپکلی کو دھمکی دی تھی۔ چھپکلی کا جسم خوف سے ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس نے سانپ کی زبان میں کہا۔

" میں — میں حملہ کرنے خود نہیں آئی تھی "

تھیوسانگ کا ماتھا ٹھنکا۔ فوراً سانپ کی زبان میں پوچھا۔

" پھر تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ "

اب کالی چھپکلی نے تھیوسانگ کو صاف صاف بتا دیا کہ کوٹھڑی میں جو بوڑھی عورت بیٹھی ہے وہ جادوگرنی ہے۔

" اس عورت نے مجھ پر منتر پڑھ کر تمہارے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ میں تمہارے سیدھے ہاتھ کی انگلی کاٹ لاؤں۔ "

اب ساری بات تھیوسانگ کی سمجھ میں آ گئی۔ حبشی غلام خالہ کے بھیس میں کسی جادوگرنی کو وہاں لے آیا تھا تاکہ وہ تھیوسانگ کو ہلاک کر دے اور دونوں خزانے کے مالک بن جائیں۔ تھیوسانگ نے چھپکلی سے کہا۔

" تم واپس چلی جاؤ۔ کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔ جادوگرنی سے یہی کہنا کہ تھیوسانگ جاگ رہا تھا۔ اس لیے میں اس کی انگلی نہیں کاٹ سکی۔ "

کالی چھپکلی نے کہا۔

" میں ایسا ہی کروں گی۔ مگر کیا تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گے کہ تم سانپوں کی زبان کیسے جانتے ہو؟ "

تھیوسانگ کہنے لگا۔

" اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ناگ دیوتا کا بھائی ہوں اور یہ زبان مجھے خود ناگ دیوتا نے سکھائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔"

کالی چھپکلی نے اپنا سر جھکا دیا اور بولی۔
"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی مجھے معاف کر دینا۔ تم حکم کرو تو میں ابھی اس کالی جادوگرنی کی آنکھیں نکال دوں۔"

تھیوسانگ نے آہستہ سے کہا۔
"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جاؤ میں خود اسے سنبھال لوں گا۔"

کالی چھپکلی سلام کر کے جدھر سے آئی تھی ادھر چلی گئی۔ جادوگرنی کوٹھڑی میں چھپکلی کی راہ دیکھ رہی تھی۔ اس نے دیئے کی دھیمی روشنی میں کالی چھپکلی کو آتے دیکھا تو بولی۔
"کہاں ہے اس کی انگلی؟"

کالی چھپکلی نے دل میں جادوگرنی کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جادوگرنی تو اس کی زبان جانتی ہی نہیں تھی۔ اس نے چھپکلی کو اٹھا کر غور سے دیکھا۔ اس کے منہ میں تھیوسانگ کی انگلی نہیں تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ چھپکلی ناکام واپس آئی ہے۔ اس نے چھپکلی کو زور سے پھینک دیا۔ اور غصے میں کہا۔
"دفع ہو جا میری آنکھوں سے۔"

دن نکلا تو جادوگرنی نے باورچی خانے میں جا کر حبشی غلام

...نے کہا۔ ...نے کوشش کر کے دیکھی۔ میں ناکام دو رات میں رہی۔ اب آج رات میں اپنا آخری تیر چلانے والی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تھیوسانگ میرے تیر کا شکار ہو جائے گا۔"

دوسری رات جادوگرنی نے اپنا آخری داؤ آزمانے کے لیے ایک ایسا منتر پڑھنا شروع کیا۔ کہ جو تھیوسانگ کے جسم میں آگ لگا دیتا۔ اس سے تھیوسانگ مر تو نہیں سکتا تھا۔ مگر لمبی مدت کے لیے اس کے جسم پر چھالے پڑ جاتے۔ جب جادوگرنی کا منتر شروع ہوا تو دوسری طرف عنبر بلی ایک بار پھر بے چین ہو گئی۔ وہ زنجیر سے بندھی ہوئی تھی۔ اسے محسوس ہونے لگا کہ تھیوسانگ کے جسم کو تھوڑی دیر بعد آگ لگنے والی ہے۔ عنبر بلی نے زور لگا کر زنجیر توڑ دی اور وہ بھاگ اٹھی۔ یونانی امیر کے باغ میں آتے ہی اسے گرمی محسوس ہونے لگی۔ ابھی جادوگرنی کے منتروں سے تھیوسانگ کو آگ نہیں لگی تھی مگر منتر کی گرمی کی لہریں مکان میں لہرانے لگیں تھیں۔ ان لہروں کو تھیوسانگ محسوس نہیں کر رہا تھا۔ مگر جانور محسوس کر رہے تھے۔ عنبر بلی باغ میں گرمی سے گھبرا کر ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف کو بھاگی تو اِدھر ایک سانپ بھی گرمی کو محسوس کرتے ہوئے زمین کے اندر سے نکل آیا تھا۔ سانپ جب ٹھنڈے برآمدے کے فرش پر سے گزرا تو اسے چارپائی پر لیٹے ہوئے تھیو سانگ کے جسم سے ناگ دیوتا کی دھیمی سی خوشبو آئی سانپ چارپائی کے قریب آگیا۔ وہ چارپائی کے گرد چکر لگانے لگا۔

تھیو سانگ نے اپنی چارپائی کے گرد ایک سانپ کو چکر لگاتے دیکھا تو اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے سانپ سے پوچھا۔

"کیا بات ہے دوست! تم پریشان کیوں ہو؟"

سانپ نے ایک انسان کو سانپ کی زبان میں بات کرتے سنا تو وہ وہیں رک گیا۔ بولا۔

"تم ہماری زبان کیسے جانتے ہو۔ اور تمہارے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو کیوں آتی ہے؟"

تھیو سانگ نے اِسے بتایا کہ میں ناگ دیوتا کا بھائی تھیو سانگ ہوں۔ سانپ نے آداب بجا لاتے ہوئے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی! اس مکان میں کوئی اگنی منتر پڑھ رہا ہے۔ یہاں تھوڑی دیر میں آگ بھڑکنے والی ہے۔ تم جلدی سے یہاں سے نکل چلو۔"

تھیو سانگ کو جادوگرنی خالہ کا پہلے ہی پتہ چل گیا تھا۔ اب سانپ کی زبانی یہ بات سنی تو پہلے تو اسے یقین نہ آیا لیکن تھوڑی دیر بعد فضا کی تپش اسے بھی محسوس ہونے لگی۔ اس نے سانپ سے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ۔"

وہ اُسے لے کر جادوگرنی خالہ کے کمرے میں آگیا۔

سانپ تڑپ کر پیچھے ہٹ گیا اور بولا۔

"مجھے اِس کمرے سے آگ کی لپٹیں نکلتی نظر آرہی ہیں۔"

تھیو سانگ نے بھی محسوس کیا کہ اس کوٹھڑی کے باہر گرمی زیادہ تھی۔ اس نے دروازے کے سوراخ میں سے جھانک کر اندر دیکھا۔ اندر جادوگرنی خالہ آگ کے سامنے بیٹھی لال لال آنکھیں نکالے اگنی دیوی کا منتر پڑھ رہی تھی۔

سانپ بولا۔

"ناگ دیوتا کے بھائی! مجھے لگتا ہے کہ یہ جادوگرنی تمہارے لیے جادو کر رہی ہے۔"

تھیو سانگ کو سخت غصہ آگیا۔ اس نے دروازے کو زور سے دھکا دیا۔ دروازہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ تھیو سانگ نے جاتے ہی کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اے شیطان کی خالہ! تو نے کئی لوگوں کو ہلاک کیا۔ کئی گھروں کو برباد کیا۔ اب تیری باری بھی آ گئی ہے۔ اپنے انجام کے لیے تیار ہو جا۔"

تھیوسانگ نے آگے بڑھ کر جادوگرنی خالہ کی گردن پر اپنی انگلی لگا دی۔ جادوگرنی ایک ننھی سی مینڈکی بن کر ادھر اُدھر پھدکنے لگی۔ سانپ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی۔ یہ کیا جادو ہے؟"

تھیوسانگ بولا

"یہ تم نہیں جان سکو گے۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں ناگ دیوتا کا کچھ علم ہے کہ وہ کہاں ہو گا؟"

تھیوسانگ نے ساتھ ہی جادوگرنی خالہ کو اٹھا کر چھوٹی سی بوتل میں بند کر دیا۔

سانپ نے کہا۔

"ناگ دیوتا کے لیے تو ساری دھرتی کھلی ہے وہ جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ رہ سکتا ہے۔ ہاں اتنا ضرور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہاں آس پاس اس کی تیز خوشبو مجھے نہیں آ رہی۔"

تھیوسانگ سانپ کو لے کر باہر برآمدے میں آ گیا۔ سانپ نے چاروں طرف تھوڑا تھوڑا سونگھا اور کہنے لگا۔

"عجیب بات ہے۔ تمہارے علاوہ مجھے اس باغ کی طرف سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آ رہی ہے۔"

تھیوسانگ سوچ میں پڑ گیا۔ باغ میں سے ناگ کی دھیمی خوشبو کہاں سے آ سکتی ہے؟ اور ناگ دیوتا کی دھیمی خوشبو تو تھیوسانگ اور اس کے دوستوں ہی سے آیا کرتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کہیں عنبر ناگ ماریا اور کیٹی میں سے تو وہاں کوئی نہیں ہے؟ اس نے سانپ کو ساتھ لیا اور باغ میں آ گیا۔ باغ میں عنبر، بلی کی شکل میں جھاڑیوں کے پاس بیٹھا تھا۔ اسے اب گرمی کی تپش محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ سانپ نے باغ کا ایک چکر لگایا اور واپس آ کر تھیوسانگ کو بتایا۔

"تھیوسانگ بھائی! وہ جو سامنے جھاڑی ہے وہاں ایک کالی بلی بیٹھی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ مجھے اس کے جسم میں سے ناگ دیوتا کی ہلکی ہلکی خوشبو آتی ہے۔"

تھیوسانگ کا ماتھا ٹھنکا۔

وہ لپک کر جھاڑی کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک کالی بلی بیٹھی اسے تک رہی ہے کہ جو اس کی انگلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے انگوٹھی نکال کر لے گئی تھی۔ تھیوسانگ کو یقین ہو گیا کہ یہ بلی عنبر ہی ہے۔ اس نے جب عنبر کو بلی کی شکل میں دیکھا تو خود بھی بلی تھا۔ اس لئے اسے کا رنگ یاد نہیں رہا تھا۔ کیونکہ بلی کی آنکھوں کے شیشے انسان کی آنکھوں کے شیشوں یعنی لینز سے مختلف ہوتے ہیں۔ جو رنگ انسان کو زرد نظر آتا ہے بلی کو سرخ نظر آتا ہے۔ اور بلی دو تین رنگوں کے علاوہ اور کوئی رنگ نہیں پہچان سکتی۔ عنبر نے بلی کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو بلی خر خر کرنے لگی۔ عنبر کو بھی یہ احساس نہیں تھا کہ یہ تھیوسانگ ہے۔ بس ایک ہمدردی اور بھائی کے دوست کے رشتے کی گرمی تھی جو عنبر بلی کو ہر بار تھیوسانگ کی جان بچانے کے لیے ادھر کھینچ لاتی تھی۔

تھیوسانگ نے بلی کو اٹھا لیا۔ سانپ نے کہا۔

"تھیوسانگ بھائی! اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو برابر آ رہی ہے۔"

تھیوسانگ نے بلی کو اپنے پاس رکھ لیا اور سانپ سے کہا۔

"تم اب جاؤ اور صبح کو میرے پاس ضرور آنا؟"

سانپ چلا گیا۔ دن نکل آیا۔ حبشی غلام اپنی نقلی خالہ کو ڈھونڈنے لگا تو تھیوسانگ نے کہا۔

"تمہاری شیطان خالہ میری جیب میں ہے یہ دیکھو۔"

اور تھیوسانگ نے جیب سے چھوٹی سی جادوگرنی کو نکال کر سامنے رکھ دیا۔ حبشی غلام سب کچھ سمجھ گیا۔ وہ ہاتھ باندھ کر بولا۔

"میرے آقا مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تم نے کئی بار مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے۔ تمہیں معاف نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن میں تمہیں ماروں گا بھی نہیں۔ صرف تمہیں چھوٹا بنا کر بوتل میں بند کر دوں گا۔ تمہاری قسمت ہے کہ تم اس میں سے نکل کر بڑے ہو جاؤ۔"

حبشی غلام یہ سن کر باہر کو بھاگا۔ تھیوسانگ نے بلی کو اشارہ کیا۔ بلی چھلانگ لگا کر حبشی غلام پر کود پڑی۔ اس نے گردن کو دبوچ لیا۔ اور اسے نیچے گرا دیا۔ حبشی غلام دوہائی دینے لگا۔ تھیوسانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے جن کو واپس بلا لیا۔ پھر حبشی غلام کو انگلی سے
چھو کر چھوٹا کر کے بوتل میں بند کر دیا۔ اب وہ کمرے میں
آ گیا۔ یہاں الماری میں پہلے ہی سے یونانی امیر ڈبی میں
بند تھا۔ تھیوسانگ نے ان تینوں کو جیب میں رکھا اور
مکان کے پیچھے جو باغ تھا۔ اس میں ایک جگہ گڑھا تھا۔
اس گڑھے میں تینوں کو ڈال دیا۔ اور واپس مکان میں
آ گیا۔

اتنے میں سانپ بھی وہاں آ گیا۔
سانپ کو تھیوسانگ نے کفری بادشاہ کا خزانہ دکھایا۔
اور کہا۔

"اب میں اکیلا یہ خزانہ لوگوں میں تقسیم نہیں کر
سکتا۔ تم بتاؤ کہ میں کیا کروں؟"

سانپ نے کہا۔

"تھیوسانگ یہ بادشاہوں کے خزانے زمین
کی امانت ہوتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اس خزانے
کو واپس کفری کی غاروں میں پہنچا دیا جائے؟"

تھیوسانگ بولا۔

"مگر میں اکیلا اب اسے لے کر اتنی دور کیسے
جاؤں گا؟"

سانپ نے کہا۔

"یہ خزانہ وہ سانپ خود ہی لے جائیں گے
جو اس کی حفاظت پر مامور تھے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"مگر وہ تو یہاں سے بہت دور ہیں۔ اور وہ
اس خزانے کو یہاں سے کیسے لے جائیں
گے؟"

سانپ بولا۔

"یہ تم خود ہی دیکھ لو گے۔ میں انہیں بلاؤں؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"ہاں۔ انہیں بلا کر کہو کہ وہ یہ خزانہ واپس اسی
غار میں لے جا کر رکھ دیں۔ جہاں سے ہم اسے
اٹھا کر لائے تھے۔"

سانپ نے اپنی زبان میں خزانے کے سانپوں کو آواز
دی۔ تھوڑی دیر بعد وہی سانپ وہاں آ گئے۔ یہ خزانے
کے محافظ سانپ تھے۔ تھیوسانگ انہیں پہچانتا تھا۔ سرخ
سانپ ان کے آگے آگے تھا۔ تمام سانپوں نے تھیوسانگ
کے سامنے آ کر ادب سے سلام کیا۔ وہ سرخ سانپ
بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"عظیم ناگ دیوتا کے بھائی نے ہمیں کس لیے یاد کیا؟"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ یہ کفری خزانہ یہاں سے واپس اسی جگہ جائے جہاں یہ خزانہ ہزاروں برس سے پڑا تھا۔ کیا تم اسے لے جا سکو گے؟"

سرخ سانپ بولا۔

"کیوں نہیں۔ اگر آپ حکم کریں تو ہم ابھی سارے خزانے کو واپس غار میں لے جائیں گے۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"میری طرف سے تمہیں اجازت ہے"

سرخ سانپ نے اپنے سارے سانپوں کو اشارہ کیا۔ سارے کے سارے سانپوں نے خزانے کی دونوں بوریوں کے اردگرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ پھر وہ رقص کرنے لگے۔ سرخ سانپ بھی ان میں شامل ہو گیا۔ رقص کرتے کرتے جب انہوں نے خزانے کی ایک بوری کی طرف منہ کر کے بل کر پھنکار ماری تو خزانے کی ایک بوری غائب ہو گئی۔ اس کے بعد دوسری بوری کو پھونک ماری تو دوسری بوری بھی غائب ہو گئی تھیوسانگ اور سانپ یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ عنبر بلی بھی وہیں پر تھی۔ مگر وہ برآمدے میں چارپائی پر بیٹھی تھی۔

سرخ سانپ نے کہا۔

"تھیوسانگ! کفری خزانہ واپس اپنے غار میں پہنچ گیا ہے۔ اگر کبھی تمہیں اس کی ضرورت ہو تو یہ خزانہ آپ کی امانت ہو گا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

سرخ سانپ اپنے ساتھی سانپوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔ سانپ اور تھیوسانگ واپس برآمدے میں آ گئے۔ تھیوسانگ بولا۔

"جس کی امانت تھی اس کے پاس پہنچ گئی۔ میرے دل کو اطمینان ہو گیا ہے۔"

سانپ نے کہا۔

"تھیوسانگ! یہ بلی تمہیں بڑے غور سے دیکھ رہی ہے۔"

تھیوسانگ نے عنبر بلی کو پیار کیا۔ اور بولا۔

"میں جانتا ہوں تم عنبر ہو۔ مگر میری سمجھ میں نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آتا کہ میں تمہیں کیسے انسانی شکل میں واپس لاؤں؟"

پھر اس نے سانپ سے پوچھا۔

"دوست! کیا تمہارے ذہن میں کوئی ایسی ترکیب ہے کہ یہ بلی پھر سے انسانی شکل میں واپس آ جائے۔ کیونکہ یہ اصل میں بلی نہیں بلکہ میرا دوست عنبر ہے۔ جو ناگ دیوتا کا بھائی ہے؟"

سانپ کچھ سوچ کر بولا۔

"میرے پاس اس کی کوئی ترکیب نہیں ہے مگر اتنا یاد ہے کہ یہاں سے دور دریا پار ایک پہاڑی کے اوپر مُردہ دیوتاؤں کا مندر ہے۔ اس مندر میں ان دیوتاؤں کے مجسمے ہیں جو مر چکے ہیں۔ وہاں لوگ کہتے ہیں کہ اندھیری رات میں جب بھی بجلی کڑکتی ہے بادل گرجتے ہیں تو ان دیوتاؤں کے سردار دیوتا کی روح آتی ہے۔ اس کے ساتھ دیو داسیاں بھی ہوتی ہیں۔ وہ رقص کرتی ہیں۔ ساری رات یہ رقص جاری رہتا ہے صبح اگر کسی دیو داسی کے پاؤں کا کوئی گھنگھرو ٹوٹا ہوا مل جائے تو اس کے لگانے سے جادو کا اثر جاتا رہتا ہے۔"

تھیوسانگ کو یہ بات پسند آ گئی۔ اس نے کہا۔

"میں ابھی عنبر بلی کو لے کر وہاں جاؤں گا قدرت کو منظور ہوا تو میرا دوست وہاں ضرور انسانی شکل میں واپس آ جائے گا۔"

چنانچہ اسی وقت تھیوسانگ نے عنبر بلی کو کاندھے پر بٹھایا اور سانپ اپنی کلائی کے گرد لپیٹا اور کورنتھ شہر سے نکل کر مُردہ دیوتاؤں کے مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔

چلتے چلتے وہ دریا پار کرنے کے بعد ایک چھوٹے سے پرانے شہر میں سے گزرے۔ یہاں کچھ عورتیں کنوئیں پر پانی بھر رہی تھیں۔ تھیوسانگ بلی کو پانی پلانے لگا تو عورتیں اس کی کلائی سے لپٹے ہوئے سانپ کو دیکھ کر بھاگ گئیں۔ صرف ایک عورت وہاں کھڑی رہی۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"بہن! میری بلی کو پانی پلا دو۔ تمہاری مہربانی ہو گی۔ تمہاری سہیلیاں تو بھاگ گئی ہیں"

عورت نے کہا۔

"وہ ڈرپوک تھیں۔ میں سانپوں سے نہیں ڈرتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس لیے یہاں پر موجود ہوں۔ تو بلی کو پانی پلاؤ۔"
تھیوسانگ بلی کو پانی پلانے لگا تو عورت نے کہا۔
"یہ بلی کیسی ہے۔ اس کی آنکھیں انسانوں جیسی ہیں"
تھیوسانگ بڑا حیران ہوا کہ اس عورت نے کیسے پہچان لیا۔ اس نے پوچھا۔
"بہن! تمہیں کیسے یہ اندازہ ہوا؟ مجھے تو اس کی آنکھیں بلی ہی کی طرح لگتی ہیں۔"
عورت بولی۔
"بھائی دیکھنے کو تو تمہاری آنکھیں بھی انسانوں ہی کی طرح لگتی ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ تم بھی یہاں کی مخلوق نہیں ہو"
اب تو تھیوسانگ سمجھ گیا کہ یہ عورت کوئی جادوگرنی ہے اس نے بلی کو جلدی جلدی پانی پلایا اور بولا۔
"اچھا بہن! تمہارا شکریہ!"
جب وہ چلا تو پیچھے سے اسے عورت کی آواز آئی۔
"مُردہ دیوتاؤں کے مندر میں کسی مصیبت میں نہ پھنس جانا۔ ابھی وقت ہے۔ واپس آ جاؤ۔"
تھیوسانگ نے پلٹ کر دیکھا تو عورت غائب ہو چکی تھی۔ تھیوسانگ نے سوچا کہ شاید یہ عورت کوئی چھلاوہ تھا۔ وہ سانپ کو لے کر تیز تیز قدموں سے آگے روانہ ہو گیا۔ بلی اس کے کاندھے پہ بیٹھی تھی۔ دریا پار کرنے کے بعد دوسرے روز شام کو سامنے ایک بہت بڑا پہاڑ آ گیا۔ تھیوسانگ نے سانپ سے پوچھا۔
"سانپ بھائی! کیا یہی وہ پہاڑ ہے۔ جس پر مُردہ دیوتاؤں کا مندر ہے؟"
سانپ نے پہاڑ پہ ایک نگاہ ڈالی اور بولا۔
"ہاں تھیوسانگ یہی وہ پہاڑ ہے۔ مگر اب میں یہاں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں تمہارے ساتھ اوپر نہیں جا سکتا۔ اگر میں اس مندر میں گیا تو زندہ نہ رہ سکوں گا۔"
تھیوسانگ نے سانپ کو کلائی سے اتار دیا۔ سانپ نے سلام کیا۔ اور جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ تھیوسانگ نے بلی کو پیار سے کہا۔
"دوست عنبر! میں جانتا ہوں تم عنبر ہی ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لوگ کہتے ہیں میں وہاں کسی مصیبت میں پھنس جاؤں گا مگر مجھے اس کی پروا نہیں۔ مصیبتیں تو آتی ہی رہتی ہیں۔ میں تمہیں تمہاری انسانی شکل واپس دلا کر رہوں گا۔"

تھیوسانگ نے اللہ کا نام لیا اور پہاڑ کی چڑھائی چڑھنے لگا۔

پہاڑ کافی اونچا تھا۔ اس کی چوٹی تک پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔ تھیوسانگ کو پہاڑ پر کچھ فاصلے پر ایک پرانے مندر کے ستون اور اسکی چھت نظر آئی۔ اندھیرے میں وہ ستون عجیب منظر پیش کر رہے تھے۔ اتنے میں چاند نکل آیا اور چاروں طرف چاندنی پھیل گئی۔ تھیوسانگ آہستہ آہستہ چلتا ہوا مردہ دیوتاؤں کے مندر کے برآمدے میں آگیا۔ اس مندر کے اونچے اونچے سیاہ کالے ستون تھے۔ سیڑھیاں بھی سیاہ پتھر کی تھیں۔ دیواریں اور فرش بھی کالے پتھروں کے بنے ہوئے تھے۔ یہ کوئی پرانا مندر تھا جس کے اب کھنڈر ہی باقی رہ گئے تھے تھیوسانگ مندر کے ہال کمرے میں داخل ہوا تو عنبر بلی کا جسم کانپنے لگا۔ تھیوسانگ سمجھ گیا کہ یہاں کے آسیب کی وجہ سے بلی ڈر رہی ہے۔ اس نے بلی کو پیار کیا اور کہا۔

"گھبراؤ نہیں دوست! میں تمہاری ہی خاطر یہاں آیا ہوں۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔"

تھیوسانگ اکھڑے ہوئے سیاہ پتھروں کے فرش پر چلتا آگے بڑھا۔ تو اسے زمین پر پتھروں کی بنی ہوئی لمبی لمبی قبریں نظر آئیں۔ جن کے سرہانے مُردہ دیوتاؤں کے مجسمے کھڑے تھے۔ یہ مجسمے کالے پتھروں کو تراش کر بنائے گئے تھے۔ یہ ان دیوتاؤں کے مجسمے تھے جن کی قبریں بنی ہوئی تھیں۔ ان کی شکلیں انسانی نہیں تھیں۔ کسی کی شکل گھوڑے کی تھی، کسی کی اُلّو کی، کسی کی شیر کی، اور کسی کی گِدھ کی شکل تھی۔ ان کے جسم ضرور انسان کے تھے۔ تھیوسانگ اِن سب کو دیکھتا آگے بڑھا۔ آگے ایک بڑا چبوترا آگیا۔ یہ چبوترہ کافی بڑا تھا۔ اس کے وسط میں ایک اونچا مچان بنا ہوا تھا۔ جس پر ایک سیاہ پتھر کا گول پیالہ بنا ہوا تھا۔ اس چبوترے کے ارد گرد مُردہ دیوتاؤں کے مجسمے اور اور ان کی قبریں تھیں۔

وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ کوئی آواز بھی نہیں تھی۔ کوئی پرندہ بھی نہیں بول رہا تھا۔ ہر طرف موت کی خاموشی طاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ تھیوسانگ قبرستان سے نکل کر مندر کے دالان میں آ کر بیٹھ گیا۔ نیچے دُور وادی پھیلی تھی۔ چاندنی میں بہت دُور دریا کی ایک لکیر سی نظر آ رہی تھی۔ یہ پہاڑ کافی اونچا تھا۔ رات گہری ہونے لگی۔ چاند مغرب کی طرف ڈوبتا چلا گیا۔ پھر چاند غروب ہو گیا۔ اور دوسری طرف سے دن کا اُجالا پھیلنے لگا۔

تھیوسانگ نے دن کی روشنی میں مندر کو دیکھا۔ رات اور دن میں اُسے وہاں کوئی فرق نظر نہ آیا۔ سیاہ پتھروں کے مجسمے ویسے ہی ڈراؤنے لگ رہے تھے۔ پتھروں کی سیاہ قبریں بھی ویسی ہی تھیں۔ دن کے وقت بھی وہاں موت کی خاموشی تھی۔ کوئی پرندہ یا جانور تک وہاں پر نہیں تھا۔ تھیوسانگ کو اب اندھیری رات کا انتظار تھا۔ ایسی رات جب آسمان پر چاند غائب ہو جائے گا اور چاروں طرف سیاہ تاریکی پھیل جائے گی۔

تھیوسانگ نے چل پھر کر دیکھا۔ مُردہ دیوتاؤں کے مندر کے پیچھے ایک چھوٹا سا پہاڑی چشمہ بہہ رہا تھا۔ تھیوسانگ نے وہیں اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ اور بلّی کو چھوڑ دیا۔ عنبر بلّی بھی وہاں سے کہیں نہیں جاتی تھی۔ وہ

سارا دن تھیوسانگ کے ساتھ لگی رہتی۔ رات کو مندر کی طرف منہ کر کے رونا شروع کر دیتی۔ بلّیاں آسیبوں سے بہت ڈرتی ہیں۔ آخر وہ رات بھی آ گئی جس کا تھیوسانگ کو انتظار تھا۔ یعنی تاریک ترین رات۔ وہ رات واقعی بے حد تاریک اور اندھیری تھی۔ ہر طرف ایک سیاہ چادر پھیلی ہوئی تھی۔ آسمان کے ستارے بھی بجھے بجھے اور سیاہ نظر آ رہے تھے۔

تھیوسانگ بلّی کو لے کر مندر میں داخل ہوا تو بلّی ڈرنے لگی۔ تھیوسانگ نے اِسے تسلی دی۔ بلّی چُپ ہو کر تھیوسانگ کے ساتھ لگ گئی۔ اس اندھیری رات میں مُردہ دیوتاؤں کے مجسمے بہت ہی ڈراؤنے لگ رہے تھے۔ سانپ نے اِسے بتایا تھا کہ تاریک رات کے پچھلے پہر وہاں دیوتا اور دیو داسیاں آ کر رقص کرتی ہیں۔ تھیوسانگ اِن کے انتظار میں بڑے ہال میں قبرستان کے درمیان والے چبوترے کے ستون کے پیچھے چھُپ کر بیٹھ گیا۔ اس نے عنبر بلّی کے سر پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے کہا۔

"دوست عنبر! اب تم بالکل آواز نہ نکالنا۔ خدا نے چاہا تو صبح تم انسانی شکل میں مجھ سے باتیں کر رہے ہو گے۔"

رات خاموشی سے گزر رہی تھی۔ پہاڑ کی چوٹی پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا درختوں میں سرسراتی ہوئی گزرتی تو عجیب پر اسرار سی آواز پیدا ہوتی تھی۔ کافی دیر بعد تھیوسانگ کو ایسی آوازیں سنائی دیں۔ جیسے دُور سے کوئی رتھ چلا آرہا ہو۔ یہ گھوڑوں کے ٹاپوں اور رتھ کے پہیوں کی آواز تھی۔ تھیوسانگ نے اِس راستے پر نظریں جما دیں۔ جو باہر سے مندر کی قبروں کی طرف آتا تھا۔

اچانک اس راستے پر تھیوسانگ کو ایک سیاہ رنگ کا رتھ نظر آیا۔ اس کے آگے چار گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ اِن گھوڑوں کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ تھیوسانگ نے دیکھا کہ گھوڑوں کے پاؤں میں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ اور رتھ کو ایک سیاہ رنگ کا لمبا چوڑا دیوتا نما آدمی چلا رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں چاروں گھوڑوں کی باگیں تھیں۔ اس دیوتا کا سر بہت بڑا تھا۔ اس کی ناک اُلّو ایسی تھی۔ آنکھیں لومڑ کی آنکھوں سے ملتی جلتی تھیں۔ جن میں سے زرد روشنی نکل رہی تھی۔ یہ رتھ قبروں کے درمیان آکر رُک گیا۔

رتھ والا دیوتا رتھ سے اُتر پڑا۔ وہ ایک ایک قبر کے سرہانے گیا اور ایک ایک مُردہ دیوتا کے مجسمے کو ہاتھ لگا کر بولا۔

”میں آ گیا ہوں۔ دعوت مبارک ہو۔ تمہارا حصّہ تمہیں پہنچا دیا جائے گا۔ رقص شروع ہونے والا ہے۔ تم قبروں میں رقص کو ضرور دیکھ رہے ہو گے۔ مجھے خوشی ہو گی۔“

پھر وہ چبوترے پر چڑھ آیا۔ تھیوسانگ ایک ستون کے پیچھے چھپا یہ سارا دہشت ناک منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے عنبر بلّی کے منہ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا کہ کہیں وہ ڈر کر آواز نہ نکال بیٹھے۔ مگر عنبر بلّی بھی سہمی ہوئی تھی۔ اُلّو کی ناک والا دیوتا چبوترے کی سیڑھیاں چڑھتا بڑے پیالے کے پاس گیا۔ اس نے دونوں بازو پھیلا دیئے اور بلند میں کہا۔

”بولو۔ اپنا اپنا نام لے کر بولو۔“

اس کے ساتھ ہی چاروں طرف سے عجیب عجیب طرح کی آوازیں آنے لگیں۔ ایسے لگتا تھا کہ مُردہ دیوتاؤں کی روحیں اپنا اپنا نام دہرا رہی ہیں۔ پھر یہ آوازیں بند ہو گئیں۔ چاروں طرف پہلے سے زیادہ خوف ناک سناٹا چھا گیا۔ اُلّو کی ناک والے دیوتا نے چبوترے کے وسط میں آ کر کہا۔

”دیوداسیو! آ کر اپنا رقص کرو۔ مُردہ دیوتاؤں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے اندر دیکھ رہی
کی روحیں تمہیں اپنی قبروں
ہیں۔“

اس کے ساتھ دُور سے گھنگروؤں کی دھیمی آواز سنائی دی۔ یہ آواز آہستہ آہستہ قریب آتی گئی۔ اور پھر تھیوسانگ نے دیکھا کہ ایک طرف سے دس گیارہ دیو داسیاں جنہوں نے زرق برق لباس پہن رکھے تھے۔ اور جن کے بالوں میں پھول لگے تھے۔ پاؤں میں گھنگھرو بندھے تھے رقص کرتی چلی آ رہی ہیں۔ وہ انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ دیو داسیوں نے آتے ہی اُلّو کی ناک والے دیوتا کے آگے جھک کر اسے سلام کیا۔ اور پھر اس کے اشارے پر رقص شروع کر دیا۔ یہ رقص اس قسم کا تھا کہ دیو داسیاں پہلے دائرہ بنا کر ناچتیں پھر ایک دوسری کا ہاتھ چھوڑ کر فرش پر اِس طرح لیٹ جاتیں جیسے مَر گئی ہوں۔ الّو کی ناک والا دیوتا ایک ایک کے پاس جا کر کہتا۔

”اُٹھو مُردہ دیو داسیو! شربت پیو۔“

اور اس آواز پر ایک ایک دیو داسی اُٹھ کر دوبارہ رقص شروع کر دیتی۔ یہ رقص شروع میں آہستہ آہستہ ہوتا رہا۔ پھر رقص کی لَے تیز ہو گئی۔ دیو داسیوں نے دیوانہ وار ناچنا شروع کر دیا۔ وہ تیزی سے چکر

ت رہی تھیں۔ آخر انہوں نے ناچنے کی رفتار کم کر دی
و۔ پھر آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے جدھر سے
آئی تھیں اِدھر کو چلی گئیں۔ اِن کے جاتے ہی الّو کی آنکھ
والے دیوتا نے ایک بار پھر اپنے بازو پھیلا دیئے اور
بولا۔

”مُردہ دیوتاؤ! تم نے دیو داسیوں کا رقص دیکھ لیا۔ اب پھر دوسری اندھیری رات کو ملاقات ہو گی۔“

اُلّو کی ناک والا دیوتا چبوترے سے اُتر کر ایک بار پھر قبروں کے پاس کھڑے دیوتاؤں کے مجسموں کے پاس گیا۔ اِن کو ہاتھ سے چھُوا۔ اور اپنے رتھ پر بیٹھ کر گھوڑوں کو چابک مارتا واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہر طرف ایک سناٹا چھا گیا۔ تھیوسانگ کو سانپ نے کہا تھا کہ جب دیو داسیاں رقص کرنے کے بعد چلی جائیں۔ تو اُٹھ کر فرش پر دیکھنا۔ اگر تمہیں وہاں کسی دیو داسی کے پاؤں سے ٹوٹ کر گرا ہوا گھنگھرو مل جائے تو اسے بلّی کے جسم سے رگڑنا اگر بلّی انسان ہوئی تو وہ اپنی شکل میں واپس آ جائے گی۔

تھیوسانگ اندھیرے میں اُٹھا اور چبوترے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فرش پر آ گیا۔ مگر اندھیرا اتنا گہرا تھا کہ تھیوسانگ کو بھی مشکل سے کچھ نظر آ رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ دن نکلنے کا انتظار کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ چبوترے سے اتر کر ستون کی ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ اب رات نے ڈھلنا شروع کر دیا تھا۔ آسمان پر صبح کی ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہونے لگی تھی۔ تھیوسانگ روشنی زیادہ ہو جانے کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک کیا دیکھتا ہے کہ ایک طرف سے ایک عورت بھاگتی ہوئی آ رہی ہے۔

تھیوسانگ نے غور سے دیکھا۔ یہ ان دیو داسیوں میں سے ایک تھی۔ جو رات کو وہاں رقص کر رہی تھیں۔ تھیوسانگ حیران ہوا کہ یہ اس وقت کہاں سے آ گئی ہے۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دیو داسی نے جھک کر فرش پر جیسے کچھ ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ پھر ایک جگہ سے اس نے کوئی چیز اٹھائی اور آسمان کی طرف دیکھ کر بلند آواز میں کہا۔

"مردہ دیوتا تم گواہ رہنا۔ میرا ایک گھنگھرو ٹوٹ کر یہاں رہ گیا تھا۔ میں اسے واپس لے جا رہی ہوں۔"

تھیوسانگ کو جیسے ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ اسی گھنگھرو کی تلاش میں [illegible] تھا۔ اور وہی ٹوٹا ہوا گھنگھرو دیو داسی واپس لے جا رہی تھی۔ اس سے نہ رہا گیا۔ اس نے بتی کو وہیں چھوڑا اور اٹھ کر دیو داسی کی طرف جاتے ہوئے بولا۔

"دیو داسی یہ گھنگھرو مت لے جانا۔ میں اس کی تلاش میں بڑی دور سے یہاں آیا ہوں۔"

دیو داسی ایک دم جیسے پتھر کی ہو گئی۔ اس نے پلٹ کر تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور ایک چیخ مار کر غائب ہو گئی۔ تھیوسانگ تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ اب دن کا اجالا چاروں طرف پھیل گیا تھا۔ تھیوسانگ نے جھک کر فرش پر دیکھا۔ وہاں ایک بھی ٹوٹ کر گرا ہوا گھنگھرو موجود نہیں تھا۔ جو گھنگھرو ٹوٹ کر وہاں رہ گیا تھا۔ اسے دیو داسی واپس آ کر لے گئی تھی۔

تھیوسانگ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک بار پھر چبوترے کے فرش کی اچھی طرح سے تلاشی لی۔ وہاں کوئی بھی گھنگھرو اسے نہ ملا۔ وہ سخت ناامید ہو کر واپس عنبر بلی کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور بولا۔

"عنبر بھائی! بتاؤ۔ اب میں کیا کروں۔ اتنی دور سے ٹوٹے ہوئے گھنگھرو کی تلاش میں آیا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خیال تھا شاید تم پھر انسانی شکل میں آ جاؤ گے۔ تمہارا جادو ٹوٹ جائے گا۔ مگر قسمت کو یہ منظور نہیں تھا۔"

تھیو سانگ سوچنے لگا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیے۔ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اُسے اگلے مہینے کی اندھیری رات تک اسی مُردہ دیوتاؤں کے مندر میں ہی رہنا چاہیے۔ اگلی بار وہ دیو داسی کو موقع نہیں دے گا کہ وہ واپس آ کر اپنا ٹوٹا ہوا گھنگھرو لے جائے۔ خدا نے چاہا تو اگلی بار بھی کسی نہ کسی دیو داسی کے پاؤں سے گھنگھرو ضرور ٹوٹے گا۔ یہ دیو داسیاں اتنی تیزی سے ناچتی ہیں کہ گھنگھرو ٹوٹ ہی جاتا ہے۔ اس امید پر تھیو سانگ نے وہاں قبرستان میں ہی ایک جھونپڑی سی بنالی اور وہیں رہنا شروع کر دیا۔

دن کے وقت ... بلی دن میں گھوم پھر کر گری پڑی چیزیں اُٹھا کر کھا لیتی اور رات کو جھونپڑی میں ایک طرف پڑ کر سو جاتی۔ بلی کو اپنے عنبر ہونے کا کوئی احساس نہیں تھا۔ اُسے یہ بھی احساس نہیں تھا کہ تھیو سانگ اس کے لیے کس قدر جدوجہد کر رہا ہے۔ یونہی دس بارہ دن گزر گئے۔ ایک رات اچانک بادل گھر کر آ گئے بجلی چمکنے لگی۔ بادل گرجنے لگے۔ اچانک تھیو سانگ کو خیال آ گیا کہ سانپ نے کہا تھا کہ جس رات دیو داسیاں مندر میں آ کر رقص کریں گی اس رات بادل گرج رہے ہوں گے۔ بجلیاں چمک رہی ہوں گی۔ لیکن جس رات دیو داسیوں نے رقص کیا تھا۔ اس رات نہ تو بادل گرج رہا تھا اور نہ بجلیاں ہی چمک رہی تھیں۔ یہ معمہ تھیو سانگ کی سمجھ میں نہ آیا۔ اس نے سوچا کہ چلو کچھ بھی ہو۔ دیو داسیوں کو ناچنا چاہیے۔ تا کہ اِن کے پاؤں سے کوئی گھنگھرو ٹوٹ کر گرے اور وہ اِس سے عنبر کا علاج کر سکے۔ تھیو سانگ اپنی جھونپڑی میں خاموش بیٹھا تھا۔ عنبر بلی بھی اس کے قریب ہی سو رہی تھی۔ بادل زور سے گرجا تو بلی نے آنکھیں کھول کر زور سے میاؤں کی اور ڈر کر جھونپڑی کے کونے میں چلی گئی۔

اتنے میں بارش شروع ہو گئی۔ تھیو سانگ جھونپڑی کے دروازے میں بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے قبرستان کی قبریں رات کی بارش میں بھیگ رہی تھیں۔ مندر کی طرف بھی بارش ہو رہی تھی۔ بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں قبریں اور اس کے سرہانے کھڑے عجیب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عجیب ڈراؤنی شکلوں والے سیاہ پتھر کے مجسمے بھی چمک ——— اُٹھے اور بڑے ڈراؤنے لگے۔ اس بارش میں تھیوسانگ کو اچانک گھنگھروں کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ حیران ہوا کہ بارش کے طوفان میں یہ دیو داسیاں کہاں سے آ سکتی ہیں۔ اس نے مندر کی طرف دیکھا بجلی چمکی تو اُسے مندر کے چبوترے کی سیڑھیاں چڑھتی دیو داسیاں دکھائی دیں۔

تھیوسانگ بھاگ کر مندر کے چبوترے کے ستون کے پیچھے آ گیا۔ یہ سات دیو داسیاں تھیں۔ ان کے چہرے دوسری طرف تھے۔ وہ گھنگھرو چھنکاتیں سیڑھیاں چڑھ رہی تھیں۔ اس وقت الّو کی ناک والا دیوتا ان کے درمیان نہیں تھا۔ ساتوں دیو داسیوں نے ویسے ہی زرق برق لباس پہن رکھا تھا۔ مگر ان کے بالوں میں پھول نہیں لگے تھے۔ بلکہ بال عجیب ڈراؤنے انداز میں اُوپر کو اُٹھے ہوئے تھے۔ جب ساتوں دیو داسیاں چبوترے پر چڑھ گئیں۔ اور انہوں نے اپنے چہرے موڑے تو تھیوسانگ کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ ان کے چہرے بے حد ڈراؤنے تھے۔ ان کی لال لال زبانیں باہر لٹک رہی تھیں۔ انہوں نے گھنگھروں کی تھاپ پر آہستہ آہستہ رقص کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر ساری دیو داسیاں دائرے کی شکل میں عجیب بے ڈھنگا سا ڈانس کرتی رہیں۔ پھر ایک دیو داسی نے اپنی لمبی زبان ہلاتے ہوئے حلق سے ایک خوفناک سی آواز نکالی اور آسمان کی طرف دونوں بازو پھیلا کر بولی۔

"پھینکو! پھینکو! ہمارے لیے ایک مُردہ پھینکو! ہم بھُوکی ہیں"

اس کے ساتھ ہی مندر کی چھت پر سے دھڑام کی آواز کے ساتھ کسی کی لاش فرش پر گر پڑی۔ ساتوں دیو داسیاں جو اصل میں چڑیلیں تھیں۔ اس لاش پر ٹوٹ پڑیں۔ لاش کو وہ دیکھتے دیکھتے ہڑپ کر گئیں جس دیو داسی چڑیل نے کھانے کے لیے مُردہ مانگا تھا وہ مُردے کی ایک ہڈی پکڑے دائرے میں گھومتی اور گاتے ہوئے بولی۔

"چلو چلو میری ساتھی چڑیلو! ناچو! موت کا ناچ ناچو!"

اور ان چڑیلوں نے ایک بار پھر رقص شروع کر دیا۔ مگر یہ رقص اس قدر ڈراؤنا بھیانک اور دہشت انگیز تھا کہ ایک بار تو تھیوسانگ کے بھی رونگٹے کھڑے ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئے۔ وہ ناچتے ناچتے یوں ایک دوسرے کی طرف بڑھتیں جیسے ایک دوسری کی تکا بوٹی کر دیں گی۔ قریب آ کر وہ دانت نکالتیں۔ زبانیں لٹکاتیں۔ ہاتھوں کے ناخنوں سے ایک دوسری کا منہ نوچنے لگ جاتیں اور ایسی ایسی چیخیں نکالتیں کہ مندر کے قبرستان میں شاید مُردے بھی لرز اٹھے ہوں گے۔ بلی تو تھیوسانگ کی گودی میں دبک کر بیٹھی تھی۔ چڑیلوں کا یہ رقص آدھے گھنٹے تک جاری رہا۔ اتنی دیر تک بادل بھی گرجتے رہے۔ بارش بھی ہوتی رہی۔ اور بجلی بھی چمکتی رہی۔ پھر بارش رُک گئی۔ بادل گرجنا بند ہو گئے۔ اور اِن شیطانی چڑیلوں نے بھی ناچنا بند کر دیا۔

وہ گردنوں کو لٹکائے اپنے بالوں کو لہرائے ایک دوسری کے پیچھے لمبے لمبے بازوؤں کو ہلاتی دوسری طرف کو نکل گئیں۔ وہاں گہری خاموشی چھا گئی۔ تھیوسانگ ابھی چبوترے پر جا کر کوئی ٹوٹا ہوا گھنگھرو تلاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اِسے ڈر تھا کہ کہیں چڑیلیں ایک دم واپس نہ آ جائیں۔ اِسے یہ بھی ڈر تھا کہ اگر کوئی گھنگھرو ٹوٹ کر گرا بھی ہے تو اسے اُٹھانے چڑیل دیو داسی واپس نہ آ جائے۔

چنانچہ جب تھوڑی دیر گزر گئی تو تھیوسانگ نے بلی کو آہستہ سے گود سے اُٹھا کر ایک طرف لٹا دیا اور خود پھونک پھونک کر قدم اُٹھاتا چبوترے پر آ گیا۔ اس نے جھک کر ٹوٹے ہوئے گھنگھرو کی تلاش شروع کر دی۔ فرش پر ابھی تک مُردے کی ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں۔ تھیوسانگ نے سارے فرش کو چھان مارا۔ اِسے سوائے مُردے کی ہڈیوں کے گھنگھرو کہیں نہ ملا۔ اگرچہ رات کا اندھیرا تھا۔ مگر تھیوسانگ کی تیز نگاہیں اندھیرے میں فرش کو صاف دیکھ رہی تھیں۔

مایوس ہو کر تھیوسانگ واپس جانے لگا۔ تو اس کے پاؤں کے نیچے کوئی سخت شے آ گئی۔ اس نے پاؤں ہٹا کر دیکھا۔ خوشی سے اُس کی چیخ نکل گئی۔ یہ کسی چڑیل دیو داسی کے پاؤں سے ٹوٹ کر گرا ہوا گھنگھرو تھا۔ تھیوسانگ نے جلدی سے گھنگھرو اُٹھا لیا۔ وہ اِسے غور سے دیکھنے لگا۔ یہ سچ مچ کا گھنگھرو ہی تھا۔ اِس نے آہستہ سے بجایا۔ گھنگھرو بجا تو ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔ اور اچانک ایک چڑیل دیو داسی اس کے سامنے آ گئی۔ وہ اپنی سُرخ سُرخ آنکھوں سے تھیوسانگ کو گھورتے ہوئے بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم نے میرا گھنگھرو چوری کیا ہے۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔"

تھیو سانگ نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہ گھنگھرو چرایا نہیں۔ یہ تو یہاں پڑا تھا۔"

چڑیل دیو داسی نے مکروہ قہقہہ لگایا اور بولی۔

"تم نے میرا گھنگھرو چرایا ہے۔ مجھے اس کی تلاش تھی۔ اب تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"کہاں؟" تھیو سانگ کے منہ سے نکل گیا۔ چڑیل دیو داسی نے کرخت آواز میں کہا۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

اور وہ اپنے لمبے لمبے ناخنوں والی انگلیاں پھیلا کر تھیو سانگ کی طرف بڑھی۔ تھیو سانگ کو اور تو کچھ نہ سوجھا۔ اس نے لپک کر اپنی سیدھی انگلی چڑیل دیو داسی کے جسم سے لگا دی اس خیال سے کہ یہ چھومنتر ہو جائے گی اور اسے اس بلا سے نجات مل جائے گی مگر ایسا نہ ہوا۔ تھیو سانگ کے انگلی لگتے ہی چڑیل دیو داسی کے حلق سے ایک بھیانک چیخ نکلی۔ اور اس نے تھیو سانگ کو گردن سے پکڑ کر زور سے اچھالا۔ تھیو سانگ سیدھا اپنی جھونپڑی پر جا کر گرا۔ گھنگھرو اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے بلّی کو اٹھایا اور اندھا دھند ایک طرف قبروں میں بھاگنا شروع کر دیا۔ بارش کی وجہ سے قبریں گیلی تھیں۔ اس کا پاؤں بار بار پھسل رہا تھا۔ مگر وہ بھاگے جا رہا تھا۔ چڑیل دیو داسی بھی چیخیں مارتی اس کے پیچھے لگی تھی۔

○

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۱۵ "کنکھجورا عورت" پڑھیے۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

اے حمید

عنبر پبلیکیشنز
۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور۔۸